

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَاراً

”تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہارے نزدیک اللہ کا کوئی وقار نہیں“

وَاتَّقُوا اللَّهَ

قسط نمبر ۷

گھر کے چراغ

صرف عظمی ساتھیوں کیلئے

شائع کردہ: بدر الزمان صدیقی

مسجدِ توحید گیلان آباد ملیر کھوکرا پار 2½ نمبر کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

بالعموم عروج کے بعد زوال، اصلاح احوال کے بعد بگاڑ پیدا ہوتا ہی رہا ہے۔ پوری انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ اسے تاریخِ انسانی کا المیہ کہا جائے یا تاریخ کا لازمہ یا اسے کوئی اور نام دے لیا جائے، مگر اس سے مفر نہیں۔ اصلاح احوال کے بعد بگاڑ کی کوئی مثال درکار ہے تو کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں زمانہ ہمال کے مودودی صاحب اور ان کی جماعت، جماعتِ اسلامی کو ہی لے لیجئے جماعتِ اسلامی کے قیام کے وقت اس کی دعوت اور منشور کیا تھا اور اب کیا ہو گیا ہے۔ ان کے منشور میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمان کہلائے جانے والے 1000 لوگوں میں سے 999 مسلم نہ تھے مگر آج کی جماعتِ اسلامی جو پہلے 1000 میں سے ایک کے ساتھ تھی اب 999 پائے جانے والے لوگوں کے ساتھ کھڑی ہے، جمہوریتِ لات اور اشتراکیتِ منات کا فتویٰ دینے والے اب جمہوری اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے جمہوریت کے لئے جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح اشاعت التوحید والسنۃ نے اپنے ابتدائی دور میں قرآن و حدیث کی روشنی میں سماعِ موتی کے قائلین کے کافر و مشرک ہونے کا فتویٰ دیا مگر بعد کو انہوں نے خود اس سے توبہ کر لی۔ اب سماعِ موتی کے قائلین اور انکاری دونوں ایک ہیں۔ عروج سے زوال کی طرف آنا اصلاح سے بگاڑ کی طرف بڑھنا انسان کی کمزوری ہے۔ اللہ کی مدد اور نصرت سے ہی اس سے بچا جاسکتا ہے۔ اسی انسانی کمزوری کے حوالے سے ہماری تنظیم کی موجودہ قیادت (چند ہمنواؤں سمیت) بحران کا شکار ہوئی۔ موجودہ قیادت کی طرف سے تنظیم کے بنیادی موقف یعنی طاغوت کی نشاندہی اور کفر سے واضح انحراف شروع ہوا انہوں نے اولاً اپنی تفسیر میں طاغوتوں کی نشاندہی سے ”اجتناب“ کیا اور اس پر ٹوکے پر اس اجتناب کو ہی ”معیار“ قرار دے لیا۔ عروج سے زوال کی طرف اس سفر کو روکنے کے لئے جب یاد دلایا گیا کہ ہماری تنظیم کا معیار طاغوت کی نشاندہی اور کفر ہے تو اصلاح احوال کے بجائے ضد اور انانیت سے کام لیتے ہوئے قرآن سے طاغوتوں کے نام دکھانے اور لسٹ بہم پہنچانے کا مطالبہ کر دیا۔ الحمد للہ یہ مطالبہ بھی بروقت بلکہ اسی وقت پورا کر دیا گیا مگر..... اس کے بعد کیا کچھ ہوتا رہا اس کا کچھ بیان آپ اگلے صفحات میں پڑھیں گے۔ مگر یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس

وقت مسئلہ تنظیم کا تو ہے ہی نہیں بلکہ ان چند افراد کا ہے جو عروج سے زوال کی طرف اپنا سفر نہ صرف خود شروع کر چکے ہیں بلکہ پوری تنظیم کو اپنی ذاتی ڈگر پر لگا دینا چاہتے ہیں یعنی بگاڑ ہی کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ چند افراد بشمول موجودہ قیادت اپنی ذات ہی کی تنظیم کا نام دے رہے ہیں۔ آگاہ ہو کہ ان چند افراد کا نام تنظیم نہیں تنظیم تو اپنے منشور پر قائم ہوتی ہے اور اس کا سارا کارنامہ ضبط اس کے منشور ہی کے گرد گھومتا ہے۔ جو لوگ بھی اس میں شامل ہوتے ہیں وہ اصل میں اس کے منشور پر ہی آتے ہیں۔ اور جو شخص بھی تنظیم کے منشور سے ہٹتا یا انحراف کرتا ہے اصولی طور پر وہی اس سے خارج قرار پاتا ہے۔ موجودہ قیادت اس خوش فہمی میں بری طرح مبتلا ہے کہ ان کی ذات ہی کا نام تنظیم ہے اور تنظیم میں وہ جو چاہے کریں وہی تنظیمی امور ہیں۔ اسے نری غلط فہمی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے گا۔ اس غلط فہمی کا شکار ہو کر تنظیم کی باگ دوڑ ہاتھ میں ہونے کا فائدہ خوب چابک دستی سے اٹھا رہے ہیں۔ ان کی غلط روش سے انہیں روکنے والے ان کی غلط کاروائیوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والے تنظیم کے ہی دشمن قرار دیئے جا رہے ہیں اور اس کے لئے محراب و منبر اور اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ زوال اور بگاڑ ہی کا تو شاخسانہ ہے۔ ان سطور کے ذریعے یہ بات واضح کر دینا عین مناسب ہے کہ تنظیم ان کی ہے جو تنظیم کے قرآن وحدیث پر مبنی منشور اور موقف پر قائم ہیں۔ اور خارج وہ ہیں جو اس تنظیم کے منشور اور موقف سے منحرف ہوئے ہیں ہم موجودہ قیادت کے منفی اور سیاسی پروپیگنڈے سے گھبرا کر میدان چھوڑ کر بھاگ جانے والے نہیں۔

دعا گو

بدر الزماں صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے کفر و شرک کے گھناؤپ ماحول میں شرک سے پاک ایمان خالص کی توفیق سے نوازا۔ اس نعمت ایمانی کے پالینے کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس دور میں اللہ نے اس دعوت کے لئے ہمارے لئے اپنے ایک مخلص بندے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو ذریعہ بنادیا مالک اپنا کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ ڈاکٹر عثمانیؒ نے ”الحکم الہ واحد کی جوہری دعوت اٹھائی، قوم کے سامنے شرک کا رد کیا اور ایمان کی خالص دعوت پیش کی جب بھی دعوت حق اٹھتی ہے تو اس کی مخالفت ضرور ہوتی ہے اور ایسا اس دفعہ بھی ہوا، تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا مخالفتیں ہوئیں رد عمل کا اظہار کیا گیا۔ اس راہ میں رکاوٹیں ڈالی گئیں مگر اللہ کی مدد اور نصرت سے کام آگے بڑھتا ہی گیا اور آہستہ آہستہ ایک اجتماعیت وجود میں آگئی اللہ کے دین کا کام منظم طریقے پر چلنے لگانے کی گاڑی ایک ڈگر پر چل نکلی۔ اللہ العالمین نے ہر نفس کے لئے موت کا قانون رکھا ہے اور اس کا ایک وقت بھی مقرر فرما دیا ہے۔ دسمبر 1986ء میں داعی تحریک ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی ان کی وفات کے بعد جماعت میں بڑے ہونے والا ایک خلاء پیدا ہو گیا دور تک کوئی ایسا دکھائی نہ دیا جو اس خلاء کو بڑھ کر سکتا ہو۔ حنیف صاحب کی ظاہری وضع قطع دیکھ کر زعماء کی نظر ان پر گئی اور قریباً ان کے نام نکل آیا تنظیم کی گاڑی ایک ٹریک پر تھی سمت اور منزل مقرر تھی اب تو اس سے آگے ہی کی طرف بڑھنا تھا گاڑی پھر چل نکلی کچھ ہی عرصے بعد احمد بن حنبل کے چاہنے والوں نے حنیف صاحب کی کمزوری اور نرمی کا ادراک کر کے اس تنظیم میں احمد بن حنبل کے دفاع کی تحریک اٹھادی ذمہ داران نے اس وقت اس مرض کی صحیح تشخیص کر کے اس کا بالکل درست علاج کیا اور اس طرح حالات اور معاملات پر قابو پالیا گیا۔ احمد بن حنبل کی حمایت کرنے والوں نے اپنی راہ لی اور جماعت اس فتنہ اور آزمائش سے کامیابی سے نکل آئی تنظیمی امور پھر اپنے انداز سے چلنے لگے مگر آہستہ آہستہ اور غیر محسوس انداز میں جن معاملات میں شدت تھی ان میں نرمی آنے لگی اور جن میں نرمی تھی ان میں شدت آتی گئی قطرہ قطرہ پتھر پر گر کر گڑھا پیدا کر دیتا ہے مگر یہ گڑھا ہوتے وقت نظر نہیں آتا ہو جانے کے بعد نظر آتا ہے اس معاملے میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا البتہ اکا دکا واقعات اور معاملات اس دور ان بھی ایسے ضرور سامنے آئے جو اس تبدیلی کی طرف اشارہ کر رہے تھے مگر خوش گمانی نے کسی

واضح نتیجے تک رہنمائی نہ ہونے دی البتہ اپنی حیثیت کے مطابق اس وقت بھی ان کی گرفت ضرور کی۔ یہاں تک کہ متنازعہ شخصیت کے مالک شمیم صدیقی صاحب کے کہنے پر حنیف صاحب نے تفسیر لکھنا شروع کی تفسیر میں بھی حنیف صاحب کا یہی معاملہ رہا کہ تنظیم کی دعوت کے بنیادی معاملات میں نرمی اور دیگر معاملات میں شدت نظر آئی حنیف صاحب کے متعلق ہماری خوش گمانی نے اسے بھی نرمی اور کمزوری ہی سے تعبیر کیا۔ مگر تفسیر کے سلسلہ میں یہ احساس اور عزم ضرور موجود تھا کہ قرآن کا ترجمہ اور حاشیہ مکمل ہونے میں ابھی بہت وقت ہے۔ چھپنے سے پہلے اس کا بھی کچھ علاج ضرور کر لیا جائے گا یہاں یہ بات ریکارڈ پر آ جائے کہ ہماری طرف سے شائع ہونے والی تحریروں کی اصلاح کا کام چھپنے کے آخری مرحلے تک جاری رہتا تھا جس موقع پر بھی کوئی چیز قابل اصلاح نظر آتی تو اس دوران کر دی جاتی تھی تنظیم کی طرف سے شائع ہونے والی تحریروں میں تفسیر وہ واحد تحریر ہے۔ جس کی صرف اور صرف ایک ہی ریڈنگ کی گئی حالانکہ جبل اللہ اور داتقو اللہ کا مختصر ترین مضمون بھی کئی کئی بار دیکھا جاتا رہا ہے۔ قرآن کی تفسیر کے سلسلہ میں ایسا نہ کیا گیا اس کی وجہ اس وقت تو سمجھ میں نہ آئی مگر بعد کے واقعات نے اس کی وجہ بھی واضح کر دی۔ تفسیر کے کام سے متعلق یہ بڑی عجیب و غریب رہی کہ اس کا حرف ایک رکوع ہی ہمیں دیا جاتا جو واپس حنیف صاحب جمع کر لیتے تھے تفسیر کا پورا متن تو ہمیں دیا ہی نہیں گیا۔ یہ بات بھی خلاف معمول رہی۔ تفسیر کے معاملے میں حنیف صاحب نے مجموعی طور پر بڑا ہی عجیب و غریب رویہ اختیار کیا پورا قرآن کا ترجمہ ہونے سے پیش تر ہی جیسے ہی سورہ بقرہ اختتام کو پہنچی اس کو چھاپنے کا اعلان کر دیا یعقوب علی اور میری طرف سے اس کی سخت مخالفت کی گئی مگر حنیف صاحب اور شمیم صاحب اس کو چھاپ دینے کی ضد کرتے رہے۔ ان لوگوں کے اصرار اور ضد کی وجہ سے ہم نے اس کے چھپ جانے پر رضا مندی ظاہر کر دی مگر یہ شرط رکھی کہ ہم اس پر چھپنے سے پہلے نظر ثانی کریں گے تفسیر کا سارا کام کمپوزنگ وغیرہ حنیف صاحب اور شمیم صاحب خود کر رہے تھے سارا مواد ان کے ہی پاس تھا ہم نے واضح انداز میں اس پر نظر ثانی کی شرط رکھی تھی حنیف صاحب نے ہماری اس شرط کو قبول کر لیا اور کہا کہ آپ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نظر ثانی کریں مگر افسوس صد افسوس حنیف صاحب کی طرف سے عملاً ایسا نہیں ہوا حنیف صاحب نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ آگے کے واقعات نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا یہ واقعات چشم کشا، سبق آموز اور تفصیل کے متقاضی

ہیں، انشاء اللہ اس کی تفصیل بھی آپ لوگوں کے سامنے آئے گی۔ جس میٹنگ میں نظر ثانی کی شرط رکھی گئی اس کے بعد تفسیر کے سلسلے میں کوئی میٹنگ نہ ہوئی ایک عرصے بعد سیما ڈی کی مرکزی مسجد میں ناظمین کی میٹنگ کے بعد حنیف صاحب نے مجھے روکا اور تفسیر کے لئے اپنا لکھا ہوا پیش لفظ میرے سامنے رکھ دیا اور کہا اس پر ایک نظر ڈال کر ابھی واپس کر دیں۔ ان کی خواہش پر ایک نظر ڈالی تو اس میں تبدیلی اور اصلاح کی ضرورت کو بڑی شدت سے محسوس کیا اور اپنے جذبات اور رائے سے حنیف صاحب کو آگاہ کر دیا حنیف صاحب کو یہ بات ناگوار گزری مگر میں نے اور یعقوب علی نے صاف کہہ دیا کہ اس کو اس طرح فاضل نہیں قرار دیا جاسکتا حنیف صاحب نے مجبوراً اس کے لئے ہمیں ناام دیا اور یعقوب علی صاحب کی ذمہ داری لگی کہ اس کو دوبارہ لکھیں انہوں نے جب اس کو دوبارہ لکھا تو حنیف صاحب نے جواباً اس کو مسترد کر دیا کافی بحث مباحثے کے بعد طے پایا کہ دونوں کو غنیم کر کے ایک تحریر بنائی جائے اس کے بعد اس پیش لفظ کے سلسلے میں لانڈھی میں ڈاکٹر تاشفین کے گھر میٹنگ ہوئی اس میٹنگ میں پیش لفظ میں یعقوب علی صاحب کی طرف سے کبھی گئی ڈاکٹر عثمانی کی عبارت اور نام زیر بحث تھا حنیف صاحب، ڈاکٹر عثمانی کا نام دینے پر کسی صورت تیار نہ تھے اس سلسلے میں حنیف صاحب نے اپنا جو موقف پیش کیا وہ ہماری آنکھیں کھول دینے ذہن صاف کرنے کا سبب بن گیا حنیف صاحب نے فرمایا تفسیر میں ڈاکٹر عثمانی کا نام ہوگا تو پڑھے گا کون؟ میں نے جواب دیا ہماری تنظیم کا پورا لٹریچر ڈاکٹر عثمانی کا تحریر کردہ اور زمانے سے ان کے نام کے ساتھ ہی چھپ رہا ہے لوگ پڑھ بھی رہے ہیں اور اللہ جن لوگوں کو توفیق دے رہا ہے وہ سمجھ بھی رہے ہیں حنیف صاحب اگلا فار کرتے ہوئے کہتے ہیں لوگ ڈاکٹر عثمانی سے الگ ہیں ان کا نام ہوگا تو اسے کوئی پڑھے گا نہیں میں حیران تھا کہ حنیف صاحب آج کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں میں نے کہا کہ لوگ ڈاکٹر عثمانی سے کیوں الگ ہیں کیا ڈاکٹر عثمانی نے ان کی بھینس پڑائی ہے؟ لوگ تو اصل میں ڈاکٹر عثمانی سے ذاتی طور پر نہیں بلکہ ان کی دعوت کی وجہ سے الگ ہے لوگوں کی الرجی کا خیال کیا تو دعوت میں تبدیلی کرنا پڑے گی حنیف صاحب اس پر بھی نہ مانے اگلا وار کرتے ہوئے بولے کہ کیا ضروری ہے کہ کسی کو پتھر مار کر سمجھایا جائے حنیف صاحب اب کافی کھل کر سامنے آ گئے تھے میں نے کہا کہ حنیف صاحب بڑے افسوس کی بات ہے ڈاکٹر عثمانی کی مسند پر بیٹھ کر اس ہی کو پتھر قرار دے

رہے ہیں حنیف صاحب سے متعلق قائم آج تک کی خوش گمانی جو انہیں اور ان کے معاملات کو نرمی سے تعبیر کرتی تھی پہلی دفعہ نرمی نہ لگی بلکہ ان کے اندر آنے والی ”تبدیلی“ کا واضح پیغام محسوس ہوئی۔ تنظیم کی دعوت اور دعوت کا طریقہ کار قرآن وحدیث کے مطابق طے شدہ ہے۔ حنیف صاحب مسند امارت پر متمکن ہوئے تو کام اپنے مخصوص انداز سے جاری اور ساری تھا مگر اب حنیف صاحب کے جوابات اور ان کی باتیں جو پیغام دے رہی تھیں وہ کچھ اور ہی تھا حنیف صاحب کی درج بالا باتیں سن کر ہی میں نے انہیں کہا کہ کیا تنظیم کی پالیسی تبدیل ہو رہی ہے؟ ٹریک چیج ہو رہا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کے بجائے حنیف صاحب نے اپنی سخت برہمی کا اظہار کیا میں نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے مزید کہا کہ مجھے تو اب یہی نظر آرہا ہے آپ کی یہ باتیں اسی کا اظہار کر رہی ہیں اور عملاً بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ تنظیم کی مساجد کا سلسلہ مسجد توحید کے نام سے چلا آتا ہے مگر اب مسلم مسجد کے نام سے سلسلہ جاری ہو گیا ہے حنیف صاحب نے میری پہلی باتوں کا جواب تو نہیں دیا تھا مگر اس بات کا انہوں نے برجستہ جواب دیا کہ آپ کو معلوم ہے ڈاکٹر عثمانی کے زمانے میں گوجرانوالہ میں تنظیم کی ایک مسجد مسلم مسجد کے نام ہی سے بنی ہے میں نے جواب دیا ہاں مجھے معلوم ہے وہ مسجد ہماری تنظیم کے تحت آنے سے پہلے اہل حدیث کی مسجد تھی اور اس کا نام پہلے ہی سے مسلم مسجد تھا جب وہاں کے لوگوں نے ایمان قبول کر لیا تو مسجد کے نام کو ویسے ہی رہنے دیا گیا ڈاکٹر صاحب تو اس گوجرانوالہ والی مسلم مسجد کے بعد بھی کافی عرصے زندہ رہے اور انہوں نے بہت سی مسجدیں بھی بنوائی مگر ان میں سے ایک بھی مسلم کے نام سے نہیں دراصل مسجد توحید ایک دعوتی نام ہے۔ اس نام کے ذریعے دعوت ہی کا ایک پیغام لوگوں تک پہنچتا ہے۔ اب حنیف صاحب نے معاملہ بگڑتے دیکھا تو انداز بدل کر کہا کہ میں ڈاکٹر عثمانی کے نام کا مسئلہ مرکزی شورائی میں لے جاؤں گا اگر انہوں نے بھی یہی رائے دی تو میں ناچاہتے ہوئے بھی نام لے آؤں گا۔ میں حیران تھا کہ آخر حنیف صاحب یہ کیا کہہ رہے ہیں 16 سال حنیف صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کام کرتے ہوئے گزرے تھے مگر ایک دفعہ بھی ایسا نہ ہوا تھا کہ کوئی مسئلہ مرکزی شورائی میں گیا ہوا۔ اب ایسا کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا جواب بعد کے واقعات نے دے دیا۔ یہ پہلا موقع تھا جب حنیف صاحب سے متعلق خوش گمانی کو شدید ٹھیس پہنچی اور جسے ہم آج تک نرمی اور کمزوری سے تعبیر کر رہے تھے وہ ”تبدیلی“ کے زمرے میں داخل ہوئی

چونکہ ایسا پہلا موقع تھا برہا برس کی خوش گمانی یکسر تو ختم نہیں ہو سکتی تھی کم ضرور ہو گئی۔ مگر یہاں یہ بھی خیال رہے کہ حنیف صاحب سے ہماری جو قربت اور تعلق برہا برس پر محیط تھا وہ بہر حال یہ امید دل میں پیدا کرتا تھا کہ معاملات مل بیٹھ کر درست کر لئے جائیں گے بہتری آ ہی جائے گی مگر اس مینٹگ کے بعد ایک قفل آ گیا اور کافی عرصہ بعد مجھے نارتھ کراچی کی مسجد میں مرکزی پروگرام ختم ہونے کے بعد روکا گیا یعقوب علی اور سہیل کے علاوہ دیگر اور بہت سے لوگ موجود تھے۔ حنیف صاحب نے کہا کہ تفسیر کا امونیا پرنٹ نکلنے والا ہے تمام مواد کو مسادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کر کے ہم تینوں دیکھ لیں گے آپ کے حصہ کا مواد سہیل صاحب ایک دو روز میں آپ تک پہنچا دیں گے میں نے سوچا کہ جب مواد آئے گا تو دیکھیں گے مگر افسوس سب کے سامنے جو کہا گیا وہ عملاً نہ کیا گیا اور بعد میں اس کا عذر پیش کر دیا گیا میں صبر کے علاوہ کیا کر سکتا تھا چنانچہ صبر کیا کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ تفسیر چھپ گئی ہے۔ تفسیر لوگوں کے ہاتھوں میں آئی تو ہر طرف سے اس میں غلطیوں اور خامیوں کی نشاندہی کا شور شروع ہوا۔ مگر اس دوران رمضان کی آمد ہوئی جس میں کیاڑی کا ہفتہ وار جمعرات کا پروگرام نہیں ہوا کرتا بلکہ رمضان کی خصوصی مصروفیات بڑھ جاتی ہیں۔ رمضان کے بعد پہلا جمعرات کا مرکزی پروگرام کیاڑی میں ہوا تو ناظمین کی مینٹگ میں تفسیر کے سلسلہ میں پہلا سوال محمد حسین نے کیا کہ حنیف صاحب اکسٹ طاغوتوں کے نام نہیں دیئے گئے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟ تفسیر میں طاغوت کی نشاندہی کے سلسلہ میں یہ پہلا ہی سوال تھا جو ان سے کیا گیا اور اس پہلے ہی سوال کا جو جواب حنیف صاحب نے دیا اس نے طبیعت بالکل صاف کر دی کہتے ہیں ”در اصل معیاری تفسیر میں طاغوتوں کے نام دیئے نہیں جاتے ناظم لائڈھی سعید احمد صاحب نے جب یہ سنا تو کہا کہ حنیف صاحب آپ کس معیار کی بات کر رہے ہیں ہمارا تو معیار ہی طاغوت کا کفر ہے۔ حنیف صاحب کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور ناگواری سے کہا کہ کتنے طاغوتوں کے نام ہیں قرآن میں کوئی لسٹ آئی ہے طاغوتوں کی قرآن میں؟ سعید صاحب نے برجستگی سے جواب دیا کہ ہاں قرآن میں طاغوتوں کے نام ہیں فرعون، ہامان، قارون، سامری، ابولہب اور آذر وغیرہ کے نام آئے ہیں یہ جواب سن کر حنیف صاحب کو سانپ سونگھ گیا کچھ سوچ کر کہا کہ اچھا ہم اس مسئلے کو شور میں دیکھ لیں گے حنیف صاحب جب بھی اپنے لئے راستہ مسدود پاتے ہیں اسی چیز کا سہارا لیتے رہے ہیں مینٹگ ختم ہو گئی مگر بہت کچھ

شروع کر گئی آنکھوں پر پڑا پردہ اٹھا گئی خوش گمانی کو روانہ کر گئی امید کو ناامیدی سے بدل گئی اس کے بعد پتہ چلا کہ حج اور عمرہ کے نام سے 20 ہزار کی تعداد میں کتابچہ شائع کر کے 5 ہزار پنڈی اور 5 ہزار لاہور کے حاجی کیپسوں میں تقسیم عام کے لئے بھجوا دیا گیا ہے اور حنیف صاحب کے حکم پر مرکز کی گاڑی میں مرکزی دفتر کے اہلکار کراچی کے حاجی کمپ میں بھی اس کی تقسیم کے لئے گئے اس بات نے بھی ہمیں سخت دھچکا اور صدمہ پہنچایا کتابچہ پڑھا تو ایک اور شک لگا اس بے حوالہ کتابچہ میں انتہائی اہم چیز گنبد خضرا کا کوئی ذکر تک نہیں تھا ”امام کعبہ کے پیچھے باجماعت نماز نہ بھی پڑھی جائے تو حج پر کوئی فرق نہیں پڑتا؟“ جیسے تحقیقی جملوں پر یہ مشتمل تھا اصل بات کہ کیوں نہ پڑھی جائے؟ اس پر پردہ تھا تنظیم کی دعوت میں تو یہ بات بڑی ہی نمایاں ہے کہ مشرکوں پر تو صرف جہنم کی آگ ہی فرض ہے اور نماز روزہ، زکوٰۃ، حج کچھ بھی فرض نہیں الا یہ کہ وہ ایمان لے آئیں میں ناظمین کی اگلی میٹنگ میں اس پر بات کرنے کے لئے پہنچا میں نے حنیف صاحب کو کہا کہ تنظیم تو مشرکوں کو ایمان کی طرف بلاتی ہے۔ ایمان ہی کی دعوت دیتی ہے جب وہ ایمان لے آتے ہیں تو ہم انہیں دیگر اعمال صالحہ کی تلقین کرتے ہیں مشرک پر جب حج ہی فرض نہیں تو ان کو حج کی تعلیم دینا کیا معنی رکھتا ہے کسی کافر و مشرک کو حج و صلوٰۃ کی تعلیم اور تلقین کرنے کا مطلب اس کو ایماندار سمجھنا ہی تو ہے۔ ہماری تنظیم میں کبھی ایسا ہوا بھی نہیں اس سے پہلے حاجی کمپ میں وفات ختم النہی ضرور تقسیم کی گئی جو کہ عقیدہ کی اصلاح ہی کے لئے ہے۔ تنظیم کی پالیسی بدلنے اور ٹریک چھینچ ہونے والی بات کا اس موقع پر بھی میں نے اعادہ کیا۔ حنیف صاحب نے کہا کہ آپ نے وہ کتابچہ پڑھا ہے میں نے کہا ہاں پڑھا ہے کہتے ہیں اس میں ایمان کی دعوت بھی دی گئی ہے میں نے کہا ہاں آخر میں ڈیڑھ صفحہ اس پر لکھا گیا ہے اور اس میں بھی جو کچھ لکھا ہے وہ دیوبندی اور اہل حدیث کی کتابوں میں بھی لکھا جاتا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ مشرکوں کو حج سکھانے اور حج کی تعلیم دینے کا کیا جواز ہے۔ حنیف صاحب کہتے ہیں ہم نے اس میں لکھا ہے کہ حج صرف مومنوں پر فرض ہے (تمام کتبہ فکر والے اپنے آپ کو مومن ہی سمجھتے ہیں) میں نے کہا کہ صلوٰۃ کی کتاب میں بھی یہ لکھا ہے کہ صلوٰۃ صرف مومنوں پر فرض ہے تو کیا ہم اب تنظیمی لٹریچر کے بجائے اس کو عام تقسیم کریں گے۔ محمدی گل صاحب نے اس موقع پر کہا کہ ہاں ہم تو تقسیم کرتے ہیں محمدی گل صاحب نے یہ سچ کہا یا جھوٹ اس پر ہم کچھ نہیں کہتے لوگ خود جانتے اور

سمجھتے ہیں کافی سخت بحث کے بعد حنیف صاحب نے اس معاملے کو شوریٰ میں لے جانے کا عندیہ دے کر بحث کو ختم کر دیا پے در پے ہونے والے واقعات منظر کو واضح کر چکے تھے تنظیم میں کھیلا جانے والا خاموش کھیل منظر عام پر آچکا تھا اس سے اگلی میٹنگ میں ڈاکٹر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے کل پاکستان طلبہ کے ناظم شجاع الدین صاحب نے انتہائی مودبانہ انداز میں حنیف صاحب سے تفسیر میں طاغوتوں کے نام ڈالنے کے سلسلے میں استفسار کیا کہ اب آپ اس میں طاغوتوں کے نام ڈالیں گے حنیف صاحب فوراً جواب دیتے ہیں کہ نہیں دراصل تفسیر اور مفسرین کے مسئلہ اصولوں کے تحت تفاسیر میں طاغوتوں کے نام دیئے نہیں جاتے شجاع صاحب نے کہا کہ سارے ہی مفسرین نے جنہیں وہ طاغوت سمجھتے ہیں ان کے نام دیئے ہیں حنیف صاحب کہتے ہیں کہ ان کا معیار اور ہے اور ہمارا معیار اور۔ حاضرین سخت حیرت زدہ ہوئے کہ ایک سانس میں جن کے معیار کو اپنے لئے جواز بنایا تھا دوسری سانس میں ان کا معیار اور ہے اور ہمارا اور کہہ کے جان چھڑالی یہ دھوپ چھاؤں بھی خوب ہے حنیف صاحب کی طرف سے کی جانے والی اس قسم کی باتوں اور طرز عمل کی ہماری طرف سے کی جانے والی مخالفت کے جواب میں ان کی طرف سے ہمارے خلاف منفی پروپیگنڈے کی زور و شور سے مہم شروع کر دی گئی جاسوسی کے جال پھیلا دیئے گئے نظر رکھی جانے لگی کہ کون کس سے ملتا ہے کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے منفی پروپیگنڈے کے لئے محراب و منبر کا بھی خوب استعمال کیا گیا تیموریہ کی مسجد میں جمعہ کے دن تقریر کے آخر میں فرمایا کہ بعض سینئر ساتھیوں پر شیطان کا حملہ ہوا ہے ان سے ہوشیار رہیں اور ان پر نظر رکھیں حالانکہ ہوشیاری تو پہلے ہی سے دکھائی جا رہی تھی جاسوسی کا نیٹ ورک نظر تو پہلے ہی رکھے ہوئے تھا۔ مگر اعلان عام کر کے انہوں نے ہر ساتھی کو جاسوسی پر مامور کرنے کی ٹھانی تھی اس سے اگلی جمعرات ناظمین کی میٹنگ میں ان سے سوال کیا گیا کہ آپ نے تیموریہ کی مسجد میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سینئر ساتھیوں پر شیطان کا حملہ ہوا ہے ان سے ہوشیار رہیں اور ان پر نظر رکھیں تو وہ کون سے سینئر ساتھی ہیں ان کے نام تو بتائیے تاکہ ان سے ہوشیار رہا جائے اور ان پر نظر رکھی جائے؟ اس کا حنیف صاحب نے جو جواب دیا وہ ان کی شخصیت کا ایک اور پہلو نمایاں کر گیا کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کہا ہی نہیں اور بھلا میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہوں میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں حنیف صاحب کی خودی کو بلند کرنے والے یہ جوابات سن کر شرکاء حیران بھی ہوئے اور پریشان بھی اب لوگوں نے

گواہیاں دینا شروع کر دیں کہ واقعی آپ نے وہاں ایسا کہا ہے مگر حنیف صاحب مرد آہن ثابت ہوئے اور مان کے نہ دیئے اور بات ختم کرتے ہوئے بولے کہ کوئی کیسٹ ہے تو لاؤ کوئی ریکارڈ ہے تو سناؤ پھر میں مانوں گا۔ حنیف صاحب نے یہ بات اس لئے کہی کہ کیسٹ تو ریکارڈ ہوئی تھی مگر پوری نہیں۔ اس حقیقت سے حنیف صاحب بہت اچھی طرح آگاہ تھے اور تب ہی تو بڑے جزم سے کیسٹ لانے اور ریکارڈ سنانے کا مطالبہ کر رہے تھے حنیف صاحب نے جو کرنا تھا وہ کر گئے جو کہنا تھا وہ کہہ گئے اس سے کچھ ہوا ہو کہ نہیں مگر یہ ضرور ہوا کہ ان کی شخصیت کا ایک اور پہلو واضح طور پر سامنے آ گیا اس وقت ہماری بے چارگی کا جو عالم تھا وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لوگوں سے بھری مسجد میں مائیک اور لاؤڈ پرکي جانے والی بات حنیف صاحب سے نہ منوائی جاسکی۔ اس وقت معلوم ہوا کہ ثقہ اور معتبر گواہیاں جن کی قرآن وحدیث کے مطابق مسلمہ حیثیت ہوا کرتی ہے وہ حنیف صاحب کے آگے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ان کو منوانے کے لئے کیسٹ اور ریکارڈ کا پیش کرنا ضروری ہے۔ اب بھلا نری خوش گمانی کیا کرتی اور کیا کر سکتی تھی اس کو تو اتنے صدے اور دھچکے پہنچے کہ بستر مرگ ہی کو جالیا۔ یعقوب علی اور سرفراز صاحبان چونکہ شورٹی میں موجود تھے اور شورٹی میں حنیف صاحب کو اپنے مقاصد کے حصول کے سلسلے میں من مانے فیصلوں میں بڑی رکاوٹ تھی تو انہوں نے اس کے لئے پاکستان شورٹی کا سہارا لینے کا انتظام کیا۔ 9 اور 10 محرم (یکم اور دو مارچ 2004ء) کو پاکستان شورٹی ہوئی دور دروزہ کارروائی کے بعد آخر کو جو فیصلہ معاہدہ کی صورت میں سب کے سامنے طے پایا اس کے نمایاں نکات یہ تھے کہ طاغوتوں کے نام تفسیر میں آئیں گے۔ ڈاکٹر عثمانی کا نام علی حالہ برقرار رہے گا حج کا کتابچہ عام تقسیم نہیں کیا جائے گا تنظیمی امور کے بگڑنے میں شمیم صاحب کی مداخلت کو یکسر انداز نہیں کیا جاسکتا ان کے معاملات پر نظر رکھی جائے گی اور حنیف صاحب طاغوت کے کفر سے متعلق جو کچھ کہہ چکے ہیں ناظمین کی مینٹگ میں وہ اپنے الفاظ واپس لے کر رجوع اور توبہ کا اعلان کریں گے چونکہ ہمارا اصرار تھا کہ جو الفاظ آپ نے کہے ہیں بعینہ وہی الفاظ واضح اور صاف الفاظ میں آپ واپس لیں تو اس پر محمدی گل صاحب نے کہا کہ آپ لکھ کر دے دینا اس پر حنیف صاحب سمیت سب کا اتفاق ہو گیا یہاں یہ واضح کر دوں کہ حنیف صاحب نے ان تمام چیزوں کو سب کے سامنے خوش دلی سے قبول کیا مٹھائی منگوائی گئی باہم گلے ملے گئے سب کچھ فطری

انداز میں ہوا مگر ایک بات عجیب و غریب ہوئی جو کھٹکی بھی تھی حنیف صاحب نے معاہدے کے ان چند سطر
نکات کے متعلق اعظم صاحب کو کہا کہ اللہ آپ کو جزا دے آپ گھر جا کر اسے اطمینان سے فیر کر کے بھجوا
دیجئے گا منگل کے دن یہ معاملات طے پائے اعظم صاحب جمعہ کی شام کراچی سے روانہ ہوئے مگر چند سطر
فیر نہ کر سکے واپس گھر جا کر اطمینان سے فیر کر کے بھجوانے کا راز بعد میں کھلا جمعرات کے روز ایک ناخوشگوار
واقعہ کے بعد آخر حنیف صاحب نے توبہ کا طے شدہ اعلان کر دیا، اعلان کر کے انہوں نے جو تعریفی جملے کہے وہ
یہ تھے یہ ہمارے محسن ہے انہوں نے زندگی ہی میں ہماری اصلاح کر دی۔ (حنیف صاحب کی یہ بات انہیں ۱۲
ربیع الاول والے دن صلح صفائی کی میٹنگ میں بھی یاد دلائی گئی۔) توبہ والے دن بھی سب لوگ گلے ملے اور
نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ اختلافات ختم کر کے باہم ملنے کا یہ منظر شیم صاحب کو سخت ناپسند آیا۔ غصے کے
عالم میں کسی سے ملے بغیر اپنے چند رفیقوں کے ساتھ چلتے بنے اگلے روز پاکستان شوری کے روح رواں اعظم
صاحب رفاہ عام میں جمعہ پڑھاتے ہیں وہاں ان کے جمعہ پڑھانے کا اصل مقصد بھی سامنے آ جاتا ہے شیم
صدیقی وغیرہ کی ان سے وہاں میٹنگ کروادی جاتی ہے ان لوگوں کے وہاں جمع ہونے کے بعد جو گل کھلا وہ
سب کے سامنے ہے اس کے بعد ہی حنیف صاحب نے توبہ کو بلا جواز اور زبردستی کروائی جانے والی توبہ قرار
دیا۔ توبہ کو ایک زخم سے تعبیر کیا پھر اس پر بھرپور انداز سے کام ہونے لگا مورخہ 28 مارچ کو پچل گوٹھ میں ہونے
والے کل سندھ اجتماع میں محمدی گل صاحب نے باقاعدہ تقریر میں حنیف صاحب کی موجودگی میں توبہ کے
پرچے اڑا کے رکھ دیئے۔ پاکستان شوری میں ہونے والے معاہدہ کو سبوتاژ کرنے کا اعلانیہ کام شروع ہو گیا
حنیف صاحب بذات خود بھی محراب و منبر سے یہ کہتے رہے کہ یہ فتنہ تھا یہ سازش اور شورش تھی اور لوگوں کو اپنے
پاس بلا کر توبہ کروانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے اپنے عزم کا اظہار کیا ملت ناؤن کے جشید اور خرم
صاحبان اور لائڈھی کے محسن علی صاحب اس کے قرار واقعی گواہ ہیں حنیف صاحب کی یہ دھمکی محض دھمکی ہی نہ
رہی بلکہ بعد کو اس کا عملی مظاہرہ ہونا شروع ہوا یہ ضرور تھا کہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے
مختلف حیلے اور بہانے تراشے جشید کو ایک فتنہ پرور کو دھکا دینے کے ”جرم“ میں غنڈہ گردی، دست درازی اور
قانون کو ہاتھ میں لینے جیسی دفعات کے تحت پوری شوری سمیت معزول کیا مختلف طریقوں سے ناظم لائڈھی

سعید احمد کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا اور اس سلسلہ میں وہ آٹھ کامیاب پیشیاں بھگتانے کے باوجود حلقہ لاندھی کی حد تک محدود کر دیئے گئے تیسرا شکار مرکزی شوریٰ اور نشر و اشاعت کمیٹی کے رکن یعقوب علی کو کیا بعد کو جب پوچھا گیا کہ انہیں کس جرم کی پاداش میں خارج کیا گیا تو کہا گیا کہ ان کی باغیانہ روش کی وجہ سے انہیں فارغ کیا گیا ہے حنیف صاحب کے چوتھے شکار سرفراز صاحب نے ایسے حالات میں وہاں سے از خود روانہ ہو جانے میں ہی عافیت جانی حنیف صاحب نے اس کو بڑی خوش دلی سے قبول کیا اس طرح حنیف صاحب کا مرکزی شوریٰ میں راستہ بالکل ہی صاف ہو گیا اس کام کو انجام دینے کے لئے جن سیاسی حربوں کا سہارا لیا گیا ان سے یہی پتہ چلتا ہے کہ یہی مطلوب و مقصود تھا۔ ناظمین کی میٹنگ کے ضابطے میں اولاً تو اپنے ہمنواؤں کی تعداد میں اضافے کے لئے نرمی کی گئی فصل پک کے تیار ہو گئی تو قانون اور ضابطہ سخت سے سخت تر کر دیا گیا اور آخر کار اس طرح اپنے مخالفین کی چھٹی کردی اب میدان صاف نہیں بالکل ہی صاف ہے اور کیا چاہیے؟ ان سطور میں تمام حالات اور واقعات کا بیان مقصود نہیں بلکہ مختصر اُستاتیوں کے اس سوال کا جواب ہے جو اکثر و بیشتر پوچھا کرتے ہیں کہ حنیف صاحب کے ساتھ آپ لوگوں کے مثالی تعلقات اور معاملات آخر اس نہج پر کیوں آگئے خوش گمانی بدگمانی سے کیوں تبدیل ہو گئی حالات کو اس نہج تک لانے میں کس کا کردار ہے۔ میں بالکل صاف اور واضح الفاظ میں کہتا ہوں کہ حنیف صاحب کے متعلق قائم خوش گمانی کو انہوں نے خود بدگمانی سے بدلا ہے۔ حالات کو اس نہج پر لانے میں بھی ان ہی کا کردار رہا ہے۔ ہمارا جرم ان کے غلط طرزِ عمل اور غلط باتوں کو تسلیم نہ کرنا ہے۔ یا پھر ان کی غلط باتوں کی مخالفت کرنا ہمارا جرم ہے۔ حنیف صاحب اور ان کے ہمنواؤں نے ہمارے خلاف بڑا ہی عجیب و غریب رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ موجودہ بحران کا سبب بننے والی باتوں پر دلائل کے ساتھ بات کرنے کے بجائے ہمیں سازشی، فتنہ پرداز اور نہ جانے کیا کیا بنا دیا گیا ہے۔ ان کے نمائندے ہر جگہ ساتھیوں کو گھیر گھیر کر حنیف صاحب سے ملاقات پر تیار کرتے پھر رہے ہیں۔ بہر صورت نمائندوں کی تلقین سے یا از خود جو بھی حنیف صاحب کے پاس جاتا ہے وہاں اس کی مخصوص انداز سے طبیعت صاف کر دی جاتی ہے کچھ باتیں کرتے ہیں کچھ لکھا ہوا دکھاتے ہیں ڈائریاں کھول کر سامنے رکھ دیتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے اوپر الزامات کی ہر کوشش کرتے ہیں اچھی بات ہے کہ ہمارے متعلق وہ جو کچھ اپنے

پاس رکھتے ہیں اسے لوگوں کے سامنے رکھیں مگر یہ کیا کہ دام میں آنے والے کو بزرگانہ انداز سے پابند کر دیتے ہیں کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کیجئے گا۔ ملزم کی عدم موجودگی میں بند کمرے میں الزام لگا کر خود ساختہ ثبوت پیش کر کے سزا کا حکم بھی جاری کر دیتے ہیں۔ رہا بیچارہ ملزم اس کو صفائی کا موقعہ تو کیا دیا جاتا پتہ ہی نہیں چلا کہ اس پر الزام کیا ہے ثبوت کیا ہیں۔ کیا یہ دینی اور شرعی طرز عمل ہے۔ یا پھر کوئی سیاسی انداز، کتنے ہی ساتھیوں نے بتایا کہ ہمیں منع کر دیا گیا ہے کچھ بھی بتانے سے کیسی تربیت ہے جو کی جا رہی ہے کہ جس پر الزام لگاؤ جس پر اتہام طرازی کر دو اس کو اس الزام اور اتہام کا پتہ ہی نہ چلنے دو۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ کوئی عمدہ نہیں الزامات اور اتہام کے پہاڑ کو مقصد کے حصول کے لئے قائم رکھنا چاہتے ہیں، جانتے ہیں کہ یہ راکھ کا ڈھیر ہے۔ اگر اس کو اس انداز سے ہینڈل نہ کیا تو ہوا اسے اڑالے جائے گی۔ میں ہر وقت اپنی کسی بھی بات کے غلط ثابت کئے جانے پر توبہ، اصلاح اور اس کے بیان کے لئے تیار ہوں۔ اپنی جن کوتاہیوں سے میں واقف ہوں ان کی میں اپنے رب سے ہر دم معافی مانگتا ہوں۔

والسلام انیس الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز ساتھیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہماری تنظیم کی حنیف صاحب نے جو حالت ان دنوں بنا دی ہے وہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہے دل خون کے آنسو روتا ہے ہر ساتھی پریشان ہے کہ ہماری اس اجتماعیت کے ساتھ آخر ہوا کیا ہے بہت سارے سوالات ذہنوں میں اٹھ رہے ہیں مگر ان کا جواب نہیں مل پاتا حنیف صاحب اور ان کے حمایتوں (اس مضمون میں یہاں اور دیگر جگہ ”حنیف صاحب کے حمایتی“ آنکھ بند کر کے ان کے پیچھے چلنے والوں کے لئے لکھا گیا ہے) کے کچھ معاملات مختصراً آپ حمایتوں ساتھیوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ان کی تفصیل تو بہت طویل ہے۔ ان معاملات کے بارے میں ساتھی اکثر سوالات کرتے رہتے تھے لیکن ہم انہیں سمجھا دیتے تھے کہ کوشش کر رہے ہیں اللہ کرنے گا حالات درست ہو جائیں گے جو کچھ یہاں حنیف صاحب نے شروع کر رکھا تھا اسے دیکھ کر پریشان ہم بھی تھے کوشش بھی کرتے رہے حنیف صاحب کو سمجھانے کی مگر حنیف صاحب تنظیم کی امارت کے غلط استعمال سے باز نہ آئے نہ جانے کیوں اللہ کی پکڑ کا احساس ختم ہو گیا تھا بالآخر ہم نے یہی سوچا کہ قادر پور رادواں ملتان میں جو ناظمین کا سالانہ اجتماع 12، 13 اپریل 2005ء کو ہو رہا ہے اس میں ہونے والے پاکستان شوری کے اجلاس میں کراچی کے حالات رکھیں گے اس کی وجہ یہ تھی کہ مارچ 2004ء کو پاکستان شوری کا خصوصی اجلاس حنیف صاحب نے بلوایا تھا حنیف صاحب ایک فریق کی حیثیت رکھتے تھے اور میں، سرفراز انیس اور سعید صاحبان دوسرے فریق تھے دونوں فریقوں نے اپنا اپنا مقدمہ کراچی سے باہر کے ارکان شوری (اعظم خان، حکیم محمد رمضان، نیاز اللہ، ماسٹر منظور، آزاد خان اور عبدالکلیم کے نمائندے امام احمد صاحبان) کے سامنے رکھا تھا اور ان صاحبان نے دونوں فریقوں کی صلح کروائی تھی، تمام پرانے معاملات کو ختم کر دینے کو کہا تھا اور یہ طے کیا تھا کہ حنیف صاحب نے تنظیم کے موقف کے خلاف جو باتیں کی ہیں اور جو کام کئے وہ ان سے جمعرات 4 مارچ کو ناظمین کی میٹنگ میں توبہ کریں گے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ حنیف صاحب نے پاکستان شوری کا یہ اجلاس بلانے کی وجہ خود ہی بعد میں یہ بتائی تھی کہ ان معاملات میں، میں چونکہ خود ایک فریق تھا اس لئے میں نے خود فیصلہ نہ کیا بلکہ باہر سے ارکان شوری کو بلوا کر ان کے سامنے سارے

معاملات رکھ دیئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حنیف صاحب سے ہمارا پہلا اختلاف اس وقت ہوا جب انہوں نے تفسیر کے پیش لفظ میں ڈاکٹر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دینے سے اس لئے انکار کر دیا کہ ڈاکٹر عثمانی "کا نام دیکھ کر لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے نہیں، لوگ ڈاکٹر عثمانی سے الرجک ہیں، ضروری تو نہیں کہ کسی کو پتھر مار کر ہی سمجھایا جائے ان کی یہ باتیں تشویشناک تھیں کیونکہ لوگ ڈاکٹر عثمانی کی قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی گئی دعوت کی وجہ سے ہی تو الرجک ہیں اور لوگ تو ہر دعوت حق دینے والے سے الرجک رہتے ہیں اگر لوگوں کے الرجک ہونے کا ہم خیال کریں تو اس دعوت کو تبدیل کرنا پڑے گا تو کیا ہم اب دعوت کو بھی تبدیل کریں گے دعوت دین کو تبدیل کریں گے تو بچے گا کیا؟ لہذا انہیں کہا گیا کہ پہلے تو کبھی ہم نے یہ نہیں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ فلاں کتاب کو کوئی ڈاکٹر عثمانی کا نام دیکھ کر نہ پڑھے ڈاکٹر عثمانی نے کسی کی بھینس تو نہیں پڑائی ہے بلکہ اس میں تو قرآن و حدیث کی باتیں بیان کی گئی ہیں کوئی پڑھتا ہے تو پڑھے نہیں پڑھتا تو اس کی مرضی ہے لیکن اب آپ جو ڈاکٹر عثمانی کے نام کو پتھر قرار دے رہے ہیں تو کیا اب تنظیم کی پالیسی جو پہلے سے چلی آ رہی ہے تبدیل کی جا رہی ہے اور کیا اب راستہ تبدیل کیا جا رہا ہے؟ یہ پہلا موقع تھا جب ہمیں یہ احساس ہوا کہ حنیف صاحب تنظیم کو ایک دوسرے راستے پر ڈال رہے ہیں۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً حنیف صاحب کے منہ سے اس قسم کی باتیں مسلسل نکلتی رہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ تنظیم کے قرآن و حدیث پر مبنی موقف سے انحراف کرتے جا رہے ہیں یاد رہے کہ جب بھی انہوں نے کوئی ایسی بات کی ہے ہم نے اس پر بھرپور گرفت کی ہے اس وقت وہ خاموش ہو جاتے تھے اس کی تفصیل تو کافی طویل ہے یہاں ان میں سے چند باتیں مختصر بیان کروں گا۔ حنیف صاحب نے مجھے اور انیس کو تفسیر کے چھپنے سے پہلے اس پر تفصیل سے نظر ثانی بھی نہ کرنے دی جس کی ہم نے شرط رکھی تھی اور حنیف صاحب نے جواب میں کہا تھا کہ آپ دو مرتبہ نظر ثانی کر لیجئے گا تفسیر کے پیش لفظ میں ڈاکٹر عثمانی کا حوالہ دینے کا بھی کافی اختلاف کے بعد (جس کی تفصیل طویل ہے) حنیف صاحب نے طے کر لیا اور مرکزی شورٹی کی میٹنگ میں بتا دیا مگر یہ بات شمیم صدیقی صاحب کو سخت ناگوار گذری، تفسیر کا کام وہی کردار ہے تھے اور اس کی چھپائی کے تمام اخراجات انہوں نے خود برداشت کرنے کو کہا تھا۔ یہ صاحب ڈاکٹر عثمانی کے دور میں 1984ء میں ایمان کا اقرار کر کے تنظیم میں شامل ہوئے تھے مگر تقریباً 6

مہینے بعد ہی مرتد ہو گئے تھے پھر دوبارہ یہ غالباً 1996ء میں تنظیم میں واپس آ گئے کچھ ہی عرصے میں حنیف صاحب کے نزدیک ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہو گئی اور حنیف صاحب کے دوسرے ساتھیوں کے مقابلے میں ان کے ساتھ رویے میں واضح فرق دکھائی دینا شروع ہو گیا مرکزی شوریٰ میں ہونے والے کئی فیصلے حنیف صاحب نے محض ان کی وجہ سے تبدیل کئے (انکی تفصیل انشاء اللہ کبھی آئندہ پیش کرنا فرض ہے) حنیف صاحب نے شوریٰ میں طے ہونے کے بعد ڈاکٹر عثمانی کا نام تفسیر کے پیش لفظ میں لکھ تو دیا مگر پھر انہیں اس کا افسوس رہا حتیٰ کہ شوریٰ کی ایک میٹنگ میں انہوں نے یہ تک کہہ دیا کہ ڈاکٹر عثمانی کا نام پیش لفظ میں لکھوا کر مجھ سے زبردستی شخصیت پرستی کروائی گئی اس پر میں نے ان سے کہا تھا کہ شخصیت پرستی بھی شرک ہے آپ نے تو یہ کر لی مگر میں اسے شخصیت پرستی سمجھتا تو چاہے ساری دنیا مجھے کہتی میں تو ہرگز یہ نہ کرتا کیونکہ سارے شرک چھوڑ کر ہی تو اس جماعت میں آئے ہیں بہر حال ہم بھی اس بات پر پریشان تھے اور دیگر ساتھی بھی کہ آخر حنیف صاحب ان سے اتنے زیادہ مرعوب کیوں ہیں خیر بہر حال تفسیر چھپی پیش لفظ میں یہ لکھ دیا گیا تھا کہ ساتھی اس میں بہتری لانے کے لئے کسی اصلاح کی ضرورت سمجھیں تو مشورہ دے سکتے ہیں ناظمین کی میٹنگ میں محمد حسین صاحب نے ایک اصلاح کی طرف توجہ دلائی تو ایک اور ہی بات سامنے آئی۔

طاغوت کے کفر کے تنظیمی موقف میں تبدیلی

مشرکوں کو عمل کی دعوت نہ دینے کے موقف میں تبدیلی

تفسیر کے پہلی بار شائع ہونے کے بعد 8 جنوری کو ناظمین کی میٹنگ میں محمد حسین نے پوچھا کہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام نہیں دیئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے حنیف صاحب نے جواب دیا اور اصل معیاری تفسیروں میں طاغوتوں کے نام دیئے نہیں جاتے سعید احمد صاحب نے کہا کہ ہمارا تو معیار ہی طاغوت کا کفر ہے اور یہی ہمارے تنظیمی لٹریچر کا معیار ہے یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی حنیف صاحب نے سعید صاحب کو جو ہوشربا جواب دیا وہ یہ تھا ”قرآن میں کتنے طاغوتوں کے نام ہیں کوئی لسٹ ہے قرآن میں طاغوتوں کی۔“ سعید صاحب نے کہا کہ قرآن میں کتنے ہی نام ہیں طاغوتوں کے فرعون ہے، ہامان ہے، سامری ہے، قارون ہے، ابولہب ہے یہ سارے طاغوت ہی تو ہیں اب حنیف صاحب سے جواب نہ بن پڑا تو کہا اچھا آپ کی بات سن لی گئی ہے

اس پر ہم شورئی میں بات کر لیں گے مگر شورئی میں اس موضوع پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی 22 جنوری کو ناظمین کی میٹنگ میں سابق کل پاکستان طلبہ ناظم شجاع الدین صاحب نے جب حنیف صاحب سے پوچھا کہ تفسیر کی تقسیم روک دی گئی ہے اور اس کی اصلاح کا کام ہو رہا ہے تو کیا اس میں طاغوتوں کے نام بھی دیئے جائیں گے جو آنے سے رہ گئے ہیں حنیف صاحب نے جواب دیا۔ ”نہیں اور اصل مفسرین کے مسئلہ اصولوں کے مطابق تفسیروں میں طاغوتوں کے نام دیئے نہیں جاتے“ شجاع صاحب نے کہا کہ تمام ہی مفسرین نے جن لوگوں کو وہ طاغوت سمجھتے ہیں ان کے نام دیئے ہیں اپنی تفاسیر میں چاہے قدیم مفسرین ہوں یا جدید اب حنیف صاحب نے جواب دیا کہ ان کا معیار اور ہے ہمارا معیار اور ہے۔ سرفراز صاحب نے کہا کہ ابھی دو جمعرات پہلے تو آپ نے کہا تھا کہ اس موضوع پر شورئی میں بات ہوگی تو ابھی شورئی میں اس موضوع پر تو کوئی بات ہوئی ہی نہیں (سرفراز صاحب کو حیرت تھی کہ حنیف صاحب نے از خود ہی یہ طے کر لیا ہے کہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام نہیں دینے ہیں جبکہ وہ خود ہی اس موضوع پر شورئی میں بات کرنے کا کہہ چکے ہیں اور ابھی یہ بات کی نہیں ہے) حنیف صاحب نے ناگواری سے کہا کہ اچھا میں پاکستان شورئی کا اجلاس بلا رہا ہوں اس میں اس پر بات ہوگی، شجاع صاحب کو دیئے گئے جواب سے یہ بخوبی واضح تھا کہ حنیف صاحب یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام نہیں دینے ہیں اب یہ معاملہ تنظیم کے موقف کا تھا کیونکہ ہماری تنظیم کی بنیاد ہی طاغوت کا کفر ہے اگر یہ چیز ہماری جماعت سے نکال دی جائے تو اس کا وجود ہی بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ دیوبندیوں اور اہلحدیثوں میں بھی توحید کا دعویٰ کرنے والے لوگ موجود ہیں البتہ جب ان طاغوتوں کے کفر کا معاملہ آئے جنہوں نے سارا کفر و شرک اس امت میں پھیلا دیا ہے تو پھر ان کی زبانیں انہی طاغوتوں کو رحمتہ اللہ علیہ کہنے لگتی ہیں صرف ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی قائم کردہ یہ اجتماعیت ہی طاغوتوں کو طاغوت قرار دے کر ان کا کھلا انکار کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ طاغوتوں کا کفر ان کی نشاندہی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا اس کے علاوہ ایک خطرناک معاملہ اور ہوا کہ حنیف صاحب نے حج کا کتابچہ (جس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی حج پر جانے والے ساتھیوں کو دے دی جاتی تھی) شورئی میں طے کئے بغیر چھوٹا چاچا جب میں نے ان سے یہ کہا کہ اسے چھپوانے کی کیا ضرورت ہے تھوڑے سے ساتھی حج پر جاتے ہیں اور پھر یہ کہ اس میں احادیث کے حوالے بھی نہیں دیئے

گئے ہیں حنیف صاحب نے کہا کہ ابھی تو ہم تھوڑا سا چھاپیں گے اپنے ساتھیوں کے لئے بعد میں حوالے وغیرہ دے کر مکمل کر کے شائع کر دیں گے بعد میں معلوم ہوا کہ شمیم صاحب نے اسے بیس ہزار کی تعداد میں چھپوایا ہے اور حنیف صاحب کے حکم پر اسے حاجی کپ میں تقسیم کیا گیا اس پر بھی ہم حیرت میں پڑ گئے کہ اب تک تو ہم یہی کہتے چلے آ رہے ہیں کہ مشرکوں پر کوئی عبادت فرض نہیں جب تک کہ وہ شرک سے توبہ کر کے مومن نہ ہو جائیں۔ اب ہماری تنظیم کی طرف سے ہی حج کے طریقے پر مشتمل کتابچہ چھاپ کر مشرک حاجیوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے یعنی اب مشرکوں کو حج کا طریقہ ہم سکھا رہے ہیں جب کہ کہتے یہ ہیں کہ ان پر حج فرض ہی نہیں ہے۔ یہ معاملہ تنظیم کے موقف کے صریحاً خلاف تھا اس پر 15 جنوری 2004ء کو ناظمین کی میٹنگ میں انیس الدین صاحب نے اس مسئلے کو اٹھایا اور پھر شورلی میں یہ طے پا گیا کہ آئندہ حج کا کتابچہ صرف ساتھیوں کو دیا جائے گا مشرکوں میں تقسیم نہیں ہوگا، ان دنوں حنیف صاحب کا مزاج سخت برہم تھا حالانکہ اصلاح کروانے پر برہم ہونے کا کوئی جواز نہ تھا مگر وہ اکثر ناظمین کی میٹنگ اور مرکزی پروگراموں کی تقاریر میں اپنی اصلاح کروانے پر برہمی کا اظہار کرتے رہتے تھے حنیف صاحب کے طرز عمل سے صاف ظاہر تھا کہ وہ تنظیمی موقف سے انحراف کر چکے ہیں اسے بدلنا چاہتے ہیں حالانکہ اس تنظیم میں رہتے ہوئے وہ اس کے موقف پر کاربند رہنے کے پابند تھے تنظیم کا ٹریک بدلنے کا انہیں اصولی طور سے کوئی اختیار نہ تھا جس موقف پر وہ ڈاکٹر عثمانی کے ساتھ جماعت میں شامل ہوئے تھے اب اگر انہیں اس سے اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور وہ طاغوتوں کو رعایت دینا اور ان کی حمایت کرنا چاہتے تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ اس جماعت کو چھوڑ دیتے اس کے برعکس اس جماعت کو جو انہیں امانت کے طور پر ملی تھی تبدیل کرنا امانت میں خیانت والی بات تھی۔ ڈاکٹر عثمانی جنہوں نے یہ اجتماعیت قائم کی اور کفر و شرک، طاغوت پرستی سے بھرے اس معاشرے میں دعوت حق اٹھائی ان کے ساتھ کچھ عرصہ گزارنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ وہ طاغوت کے کفر کے معاملے میں کس قدر سخت تھے ان کے دور میں کوئی ایسی باتیں کرتا تو اسے تنظیم سے نکال دیا جاتا لیکن ستم ظریفی یہ کہ اب امارت کا منصب ہی ایسے ہاتھوں میں تھا، ان کی وفات کے بعد جماعت میں شامل ہونے والوں کو چاہیے کہ وہ تنظیمی لٹریچر کے مطالعے کے ساتھ ان کی تقاریر بھی سنا کریں تاکہ انہیں تنظیمی موقف کا احساس پوری طرح ہو جائے اور کسی بھی تبدیلی کی کوشش پر وہ ہوشیار ہو

جائیں، خیر حنیف صاحب کی ان باتوں پر میری بھی شورائی کی مینٹنوں میں اچھی خاصی بحث ہوا کرتی تھی اور انیس الدین، سعید احمد و سرفراز احمد صاحبان سے بھی، حنیف صاحب کہتے تھے کہ طاغوت کے کفر کے لئے ضروری نہیں کہ ان کے نام لئے جائیں بلکہ نام لئے بغیر ہی طاغوت کا کفر کیا جائے۔ حالانکہ نام لئے یعنی نشانہ ہی کے بغیر طاغوت کا کفر ممکن ہی نہیں بلکہ ایک لغو بات ہے، حنیف صاحب یہ بھی کہتے کہ قرآن میں جو نام آئے ہیں وہ تو سربراہان قوم کے ہیں طاغوتوں کے نام نہیں لئے گئے علماء بنی اسرائیل کو طاغوت بتایا گیا مگر ان کے نام تو نہیں لئے گئے قرآن وحدیث سے مدلل جواب ملنے پر جب لاجواب ہوتے تو کہنے لگتے کہ یہ میرے خلاف ایک لابی بن گئی ہے چونکہ معاملہ تنظیمی دعوت اور موقف کا تھا اور ظاہر ہے کہ تنظیم حنیف صاحب کی کوئی ذاتی چیز تو تھی نہیں اس لئے ان مواقع پر گفتگو میں تلخی کا عنصر بھی آ جانا ایک لازمی سی بات تھی اسی ماحول میں 25 جنوری کو لائڈھی کی مسجد میں تربیتی پروگرام ہوا سعید صاحب نے بڑی موثر اور اصلاحی تقریر کی جس میں یہ بتایا کہ یہ تنظیم طاغوت کے کفر کے موقف پر مبنی ہے اور اسی پر اسے چلنا چاہیے اگر ہماری جماعت میں سے طاغوت کا کفر نکال دیا گیا تو ہم میں اور دیوبندیوں، اہلحدیثوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا، حنیف صاحب نے پروگرام کے اختتامی کلمات میں اس پر سخت تنقید کی اور بعد میں انہوں نے اس تقریر کو بڑا مسئلہ بنالیا اور مرکز سے اس کی تقسیم پر پابندی لگا دی جواز یہ بتایا کہ سعید صاحب نے تنظیم کو ہدف بنالیا ہے، تنظیم کے خلاف تقریر کی ہے (ان کا انداز پہلے بھی یہی تھا اور آج بھی ہے کہ جوان کی کسی غلط بات پر اعتراض کرے اسے یہ فوراً تنظیم کا باغی اور مخالف قرار دیتے ہیں گویا انہی کا نام تنظیم ہے) پاکستان شوری کے ایجنڈے میں بھی انہوں نے اس تقریر کو شامل کر لیا، اور خود کس قسم کی تقریریں کر رہے تھے اس کا اندازہ ملت ٹاؤن کے 21 فروری کے مرکزی پروگرام میں ان کی سورہ ابراہیم کی آیات ”الم ترالی الذین بدلونعمۃ اللہ.....“ پر کی گئی تقریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ ”مکے میں طاغوت سے اجتناب کا ہی حکم تھا طاغوت کے کفر کا حکم مدینے میں آیا“ اس طرح مختلف حیلوں بہانوں سے طاغوت کے کفر سے جان چھڑائی جا رہی تھی حالانکہ طاغوت سے اجتناب اور طاغوت کا کفر کوئی الگ الگ چیزیں نہیں ہیں سیدھی سادھی بات کو گھما پھرا کر ایک معمہ بنایا جا رہا تھا۔ مزید یہ کہ اس امت کو قبر پرستی کا نظریہ (یعنی مردہ قبر میں زندہ ہو جاتا ہے) دینے والے طاغوت احمد بن حنبل کا ذکر

”تیسری صدی کا امام“ کے لفظ سے کرنا شروع کر دیا، احمد بن حنبل کا انہوں نے ان دنوں یہی نام رکھ لیا تھا اس پر کافی اعتراض ہوا کہ تیسری صدی کے اس امام کا کوئی نام بھی ہے یا نہیں تو پھر بعد میں کہیں جا کر کبھی کبھی احمد بن حنبل کا نام لینے لگے۔

تلمیخوں کے ان حالات میں اب حنیف صاحب نے ایک نیا معاملہ شروع کیا کہ اپنے ادب و احترام کی تلقین کرنے لگے اور استدلال سورۃ الحجرات کی اس آیت سے کرنے لگے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو رسول اللہ کا ادب و احترام بتایا ہے آیت یہ ہے ”لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تحجروہ بالقول کحجر بعضکم بعضاً ان تحبط اعمالکم واتم لاتعصرون“ ترجمہ: ”نبیؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور جس طرح آپس میں بلند آواز سے بات کرتے ہو ان کے سامنے نہ کرو کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس (نقصان) کا احساس بھی نہ ہو سکے“ اس صورتحال پر ساتھی ایک نئی پریشانی میں مبتلا ہو گئے کہ آخر حنیف صاحب رسول اللہ ﷺ والا ادب و احترام جس کا تقاضا صحابہؓ سے کیا گیا تھا وہ ہم سے اپنے لئے کیوں طلب کر رہے ہیں کیا اب منصب نبوت کی طرف.....

بہر حال حنیف صاحب چونکہ کل پاکستان مرکزی شوریٰ کا خصوصی اجلاس بلانے کا کہہ چکے تھے اس لئے ہم ان کو سمجھانے کے ساتھ صبر کئے رہے کہ چلو پاکستان شوریٰ کے اراکین کے سامنے اس ساری صورتحال کو رکھیں گے۔ حنیف صاحب اور شمیم صاحب اس اجلاس تک مسلسل ہمارے خلاف لوگوں کی ذہن سازی میں مصروف رہے کہ یہ لوگ فتنہ پرور ہیں اور ان کو تنظیم سے نکال دیا جائے گا بلکہ شمیم صاحب نے تو بدر الزماں صدیقی صاحب کے بیٹوں کو یہ بھی کہا کہ اگر تین چار مسجدیں تنظیم سے الگ ہو جائیں تو کیا ہے۔ یہ سارے معاملات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ساتھیوں کے علم میں ان حالات و واقعات کا مختصر خاکہ آجائے جن میں پاکستان شوریٰ کا خصوصی اجلاس مارچ 2004ء میں منعقد ہوا اور یہ بھی کہ حنیف صاحب اب خود ہی سارے پرانے واقعات کو اپنا رنگ دے کر بیان کر رہے ہیں لہذا ضروری ہے کہ حقیقت بھی بیان کر دی جائے۔

کل پاکستان مرکزی شورلی کا خصوصی اجلاس

منعقدہ 1، 2 مارچ 2004ء - 9، 10 محرم 1425ھ

اس کی تفصیل کافی زیادہ ہے وہ کبھی فرصت میں مختصر یہ کہ یہ سارے معاملات میں نے شجاع الدین اور انیس الدین صاحبان نے دودن جاری رہنے والے اس اجلاس میں رکھے، ڈاکٹر جمیل اعوان اور محمد حسین صاحبان کو بھی مختصر بات چیت کیلئے بلایا گیا تھا کراچی کی مرکزی شورلی کے اراکین کے علاوہ پنجاب کے رکن حکیم محمد رمضان، آزاد کشمیر کے آزاد خان، سرحد کے نیاز اللہ، سندھ کے ماسٹر منظور اور بلوچستان کے عبدالکیم کے نمائندے امام احمد صاحبان کو اس اجلاس میں خصوصی طور سے بلوایا گیا تھا کراچی سے باہر کے اراکین کو ان معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی رائے دینی تھی یاد رہے کہ حنیف صاحب نے ان معاملات میں براہ راست فریق ہونے کے باوجود خود اکیلے ہی اجلاس کا ایجنڈا بنایا تھا جس کے نکات میں تفسیر میں طاغوتوں کے نام، حج کے کتابچے کی مشرکوں میں تقسیم، سعید احمد صاحب کی 25 جنوری کی تقریر (جو انہوں نے دوسرے دن اجلاس کے آغاز میں سب سے پہلے سنائی) اور کراچی کے تنظیمی حالات شامل تھے کراچی کے حالات میں انہوں نے امیر ہٹاؤ تحریک کا شد و مد ذکر کیا یہ بات شیم صاحب نے بتائی تھی کہ سعید احمد صاحب امیر ہٹاؤ تحریک چلا رہے ہیں ان کا کہنا تھا کہ یہ بات مجھے محمد حسین صاحب نے بتائی ہے مگر محمد حسین صاحب کا کہنا تھا کہ میں نے سعید صاحب کا نام نہیں لیا تھا مجھے یاد نہیں یہ کون کہہ رہا تھا بس یہاں پر دو گرام میں یہ بات سنائی دی تھی تو اب سعید صاحب کے حوالے سے امیر ہٹاؤ تحریک کا ذکر صرف شیم صاحب ہی نے کیا اور محمد حسین کے حوالے سے کیا تھا جبکہ وہ سعید صاحب کا نام لینے سے انکار کر چکے تھے اس بات کو خوب بڑھا چڑھا کر انہوں نے پیش کیا کہ یہ لوگ مجھے ہٹانا چاہتے ہیں اور میرے دشمن بنے ہوئے ہیں، بہر حال مہمان اراکین نے دونوں فریقوں کے بیانات سنے اور پھر اپنی رائے قائم کرنے کے لئے مرکزی دفتر سے لائبریری ہال میں چلے گئے مرکزی دفتر میں دونوں فریق یعنی حنیف صاحب اور ہم (انیس الدین، سعید احمد، سرفراز احمد، یعقوب علی) کراچی کے دوسرے اراکین شورلی کے ساتھ آرام کرنے لگے کوئی عصر کے بعد غالباً مہمان اراکین واپس دفتر

میں آئے اعظم صاحب نے ہاتھ میں پرچہ مشاورت پکڑا ہوا تھا اور انہوں نے یہ کہہ کر سنایا کہ یہ ہم سب کا متفقہ مشورہ ہے کسی ایک کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے ان کی مشاورت کے نکات یہ تھے۔ دلوں کو صاف کیا جائے ایک دوسرے کے متعلق غلط فہمیاں دور کی جائیں امیر کو ہٹانا ابھی مناسب نہیں ہم کسی کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کی سفارش نہیں کرتے۔ تفسیر میں جہاں طاغوت کی نشاندہی کی ضرورت ہے وہاں ان کے نام اور ان کی کتابوں کی عبارات دی جائیں، ڈاکٹر عثمانی کا نام تفسیر کے پیش لفظ میں برقرار رکھا جائے حج کا کتابچہ عام تقسیم نہ کیا جائے بلکہ صرف ساتھیوں کو دیا جائے سعید صاحب کی تقریر ہم نے سنی ہے بہت اچھی تقریر بھی اس پر تو حنیف صاحب کو خود اٹھ کر سعید صاحب کو شاباش دینا چاہیے تھی۔ معاملات کے گزرنے اور اس حد تک پہنچنے میں شیم صدیقی کا کردار یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ان پر نظر رکھی جائے۔ سینٹھ کچر تنظیم کے لئے سخت تباہ کن ہے۔ آزاد صاحب نے بھی کہا کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو پیسے لگا رہا ہے تنظیم میں وہ پھر اپنی مرضی بھی نہ چلانے لگے۔ حنیف صاحب نے فوراً کہا اللہ آپ کو جزا دے آپ کی مشاورت پوری طرح قبول ہے پھر کہا کہ اعظم صاحب آپ اسے گھر جا کر صحیح سے لکھ کر (Fair کر کے) بھیج دیجئے گا (حالانکہ یہ منگل 2 مارچ کی بات ہے اور اعظم صاحب کو بروز جمعہ 5 مارچ شام کو واپس جانا تھا کیا وہ تین دن میں ایک صفحہ Fair کر کے دونوں فریقوں کو اس کی کاپی نہیں دے سکتے تھے؟ مگر حنیف صاحب کرنا کیا چاہتے تھے یہ آگے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔) مجھے اس پر کچھ اعتراض تھا اور وہ میں نے بیان بھی کیا اس موقع پر کچھ جذباتی مناظر بھی دیکھنے والوں نے دیکھے بالآخر اس طرح معاملہ طے ہوا کہ حنیف صاحب جمعرات کو ناظمین کی میٹنگ میں ان معاملات کی توبہ کریں گے انیس الدین صاحب نے کہا چونکہ ایمان باللہ کا معاملہ طاغوت کے کفر سے مشروط ہے اور یہ عقیدے کا معاملہ ہے اس لئے جب تک ان باتوں سے حنیف صاحب واضح الفاظ میں توبہ نہ کریں جب تک معاملہ صاف نہ ہوگا اور توبہ صاف اور واضح الفاظ میں ہونی چاہیے گھما پھرا کر نہیں حنیف صاحب نے کہا کہ آپ جیسے کہیں گے ویسے توبہ کر لیں گے، پھر کیا یہ نہ سمجھے گا کہ میں اپنی امارت بچانے کیلئے توبہ کر رہا ہوں بلکہ میرا امیر رہنا ابھی تنظیم کے مفاد میں ہے۔“ (خوب) محمدی گل صاحب نے بھی کہا کہ آپ توبہ کا پرچہ لکھ کر دے دینا۔ مگر 4 مارچ جمعرات کو حنیف صاحب کے ہاتھ میں جب اعظم صاحب نے توبہ کا پرچہ دیا

جوانہی باتوں پر مشتمل تھا جو انہوں نے کی تھیں تو انہوں نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے گھما پھرا کر ان باتوں میں سے بعض کو بیان کیا جس پر ناخوشگوار سی صورتحال پیدا ہوئی پھر عشاء کی نماز کے بعد اعظم صاحب نے حنیف صاحب کو کچھ سمجھایا تو پھر انہوں نے کھڑے ہو کر پاکستان شورلی میں طے شدہ معاملے کے مطابق ہماری طرف سے لکھ کر دیئے گئے توبہ کے نکات پڑھ کر اپنی توبہ اور رجوع کا اعلان کر دیا۔ حنیف صاحب اعظم صاحب کے ساتھ گیس لیمپ کے نیچے کھڑے ہو گئے (کیونکہ لائٹ گئی ہوئی تھی) اعظم صاحب نے پرچہ پڑھا حنیف صاحب نے لوگوں کو کہا کہ سمجھا جائے کہ یہ میں پڑھ رہا ہوں۔

حنیف صاحب کی توبہ

طاغوت کی نشاندہی اور کھل کر اس کا کفر کرنا ہماری تنظیم کا بنیادی اور مرکزی نکتہ ہے میں اس پر پوری طرح کاربند اور پابند ہوں تفسیر میں اس کے تعلق اور حوالے سے پوچھ گئے بعض سوالات کے جو جوابات میں نے دیئے اس سے میں رجوع کرتا ہوں وہ جوابات یہ ہیں۔

☆ تفسیر کا ایک معیار ہوتا ہے اور معیاری تفاسیر میں طاغوتوں کے نام نہیں دیئے جاتے۔

☆ قرآن میں کتنے طاغوتوں کے نام ہیں؟ کیا قرآن میں طاغوتوں کی کوئی لسٹ ہے؟

میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں کیونکہ ان الفاظ سے تنظیم کے موقف کی نفی ہوتی ہے اور قرآن کے حکم کے مطابق توبہ کرتا ہوں اصلاح کرتا ہوں اور بیان کر رہا ہوں۔

☆ میں نے حج کے کتا بچے کو جو عام تقسیم کر دیا ہے اس سے بھی رجوع کرتا ہوں۔“

☆ میں نے نار تھ ناظم آباد کی مسجد میں جمعہ کی تقریر کے آخر میں جو کہا تھا کہ بعض سینئر ساتھیوں پر شیطان کا حملہ ہوا ہے ان سے ہوشیار رہیں اور ان پر نظر رکھیں میں اپنے یہ الفاظ بھی واپس لیتا ہوں اور ان سے رجوع کرتا ہوں۔

☆ قرآن کی آیت ”یا ایہا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی.....“ کو میں نے اپنے ادب و احترام کے سلسلہ میں استدلال استعمال کیا تھا اس سے میں رجوع کرتا ہوں۔

حنیف صاحب کے توبہ کرنے پر ہم سمیت سب لوگ مطمئن ہو گئے خوشی خوشی آپس میں گلے ملے کہ یہ تنظیم انتشار

سے بچ گئی اعظم صاحب نے کہا اب پرانے معاملات ختم کر دیئے جائیں انہیں بالکل بھلا دیا جائے جو ساتھی ان معاملات کے بارے میں گفتگو کرے اسے روک دیا جائے کہ اب یہ معاملات ختم ہو چکے ہیں۔ حنیف صاحب نے یہ بھی کہا کہ یہ میرے محسن ہیں کہ انہوں نے میری زندگی میں میری اصلاح کر دی ہے ہم نے بھی کھڑے ہو کر معاملات کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس طرح ہم میں اور حنیف صاحب میں یہ معاہدہ طے پا گیا اور اس خوشی میں حکیم رمضان صاحب نے مٹھائی بھی منگوائی جو سب نے کھائی۔ کچھ لوگ جن میں شمیم صدیقی خاص طور سے قابل ذکر ہیں تو بہ کے اس معاملے سے بڑے ناخوش تھے اور وہ غصے سے اٹھ کر چلے گئے خیر بعد میں اعظم صاحب کے ساتھ میں انیس اور حنیف صاحبان بیٹھے اور طے پایا کہ اب تفسیر کی اصلاح کا کام سب سے پہلے کیا جائے گا۔

حنیف صاحب تو بہ کے بعد

اگلے ہی دن سے پرانے معاملات کو نہ بیان کرنے کے نظم و ضبط کی خلاف ورزی شروع ہو گئی تفصیل تو کافی طویل ہے مختصر یہ کہ حنیف صاحب پاکستان شوریٰ کے کرائے گئے معاہدے سے جو اس وقت انہوں نے خوشی سے قبول کیا تھا مسلسل پھرتے رہے ان میں سے پہلی چیز طاغوتوں کی تفسیر میں نشاندہی تھی۔

نشر و اشاعت کمیٹی کی میٹنگ 15 مارچ کو لانڈھی میں انیس صاحب کے گھر پر ہوئی اس میں جب میں نے اور انیس صاحب نے حنیف صاحب کو کہا کہ احمد بن حنبل، ابن تیمیہ، ابن قیم وغیرہ کے حوالے طاغوت کی نشاندہی کے لئے دیئے جائیں تو انہوں نے کہا کہ یہ بات تو پاکستان شوریٰ میں طے نہیں ہوئی تھی ہم نے کہا بالکل طے ہوئی تھی مگر وہ نہیں مانے اور کہا کہ اعظم صاحب شوریٰ میں طے شدہ معاملات کا پرچہ بھیجنے والے ہیں اگر اس میں یہی ہے تو ہم دے دیں گے۔ جمعرات 18 مارچ کو شوریٰ کی میٹنگ میں حنیف صاحب نے بتایا کہ اعظم صاحب نے وہ پرچہ بھیج دیا ہے خط کھولا گیا تو اس میں دو پرچے تھے جو افضل صاحب نے پڑھے پہلے پرچے میں حنیف صاحب کی دلجوئی کی کچھ باتیں تھیں مثلاً آپ نے بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور آپ کے مخالفین نے اچھے طرز عمل کا مظاہرہ نہیں کیا وغیرہ (اعظم صاحب نے 4 مارچ کو جو باتیں کرنے سے دوسروں کو منع کیا تھا اس طرح وہ خود ہی کہیں حالانکہ انہوں نے یہ آیت پڑھی ہوگی لم تقولون مالا تفعلون۔ اور دوسرے پرچے میں

پاکستان شوریٰ میں طے ہونے والے معاملات لکھ کر بھیجے تھے جس میں خاص طور سے اس بات کو تبدیل کر دیا گیا تھا جو تفسیر میں طاغوتوں کی نشاندہی سے متعلق تھی اسے کچھ یوں تبدیل کر دیا گیا تھا کہ تفسیر میں جہاں کسی کی عبارت دی گئی ہے اور حوالہ نہیں ہے وہاں حوالہ دے دیا جائے۔ ایسی عبارت صرف ایک جگہ تھی اور وہ سورہ فاتحہ میں محمود الحسن دیوبندی کے حوالے سے تھی اب میری سمجھ میں آیا کہ حنیف صاحب نے اعظم صاحب کو کیوں کہا تھا کہ آپ گھر جا کر اس پرپے کو Fair کر کے بھیج دینا یہ اعظم صاحب کی طرف سے تنظیم کی تاریخ کی بدترین خیانت تھی جس کا اللہ کے پاس انہیں سخت جواب دینا ہوگا میں نے اسی وقت کہا کہ یہ فیصلہ تبدیل کیا گیا ہے آخر احمد بن حنبل اور دوسرے طاغوتوں کے نام تفسیر میں کیوں نہ دیئے جائیں ان کے ساتھ کیوں رعایت برتی جائے۔ اعظم صاحب سے بھی میں نے فون پر بات کی اور ان کو کہہ دیا کہ آپ وہ پرچہ بھیج دیں جو آپ نے 4 مارچ کو لکھا تھا انہوں نے کچھ پس و پیش کے بعد بھیج دینے کا کہہ دیا۔ نشر و اشاعت کمیٹی کی میٹنگ 23 مارچ کو حنیف صاحب کے گھر پر ہوئی تو اعظم صاحب کا وہ پرچہ بھی آ گیا پاکستان شوریٰ میں جو اعظم صاحب نے سنایا تھا وہ کالے پین سے لکھا ہوا تھا اس میں یہی بات تھی کہ تفسیر میں طاغوتوں کی نشاندہی کی جائے مگر وہ صفحہ 4 اس لگا کر کاٹ دیا گیا تھا اور پھر دوسرے صفحے پر نیلے پین سے اسی عبارت کو صاف کر کے لکھا گیا تھا اور اس میں طاغوتوں کے ناموں کے حوالے سے عبارت حسب منشا تبدیل کر دی گئی تھی میں نے اور انہیں نے اس دھاندلی پر سخت احتجاج کیا حنیف صاحب نے کہا کہ اس مسئلے کو پاکستان شوریٰ میں دوبارہ رکھ دیتے ہیں جو ناظمین کے اجتماع منعقدہ کوڈی بلوچستان میں ہوگی۔ ہم اس بات پر حیرت زدہ تھے کہ آخر طاغوتوں کی نشاندہی تفسیر میں کرنے سے حنیف صاحب کیوں بچ رہے ہیں۔ 25 مارچ جمعرات کو شوریٰ کی میٹنگ میں بھی حنیف صاحب نے مجھے کہا کہ اپنی انفرادی رائے پر اصرار نہ کرو میں نے کہا کہ میں انفرادی نہیں بلکہ وہ بات کر رہا ہوں جو اس تنظیم کی بنیاد ہے آخر ایسے کون سے ہمارے ساتھی ہیں جو تفسیر میں طاغوت کے نام لانے سے منع کر رہے ہیں اور ان کے پاس اس کے لئے دلائل کیا ہیں۔ کیوں کہ ہماری تنظیم کے ساتھی تو طاغوت کی نشاندہی پر خوش ہو گئے ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کون سے ”ساتھی“ ہیں جن کو تفسیر میں طاغوت کی نشاندہی اچھی نہیں لگ رہی۔ حنیف صاحب نے کہا بہت لوگ ہیں میرے پاس تو فون آتے رہتے ہیں آپ

نہیں تو لوگوں سے ہاتھ کھڑے کروالیں طاغوت کے نام آنے یا نہ آنے کے معاملے پر میں نے کہا یہ کوئی جمہوریت کا معاملہ تو نہیں کہ ہاتھ کھڑے کروا کر گنتی کی جائے کہ زیادہ لوگ کس طرف ہیں (میں حیران تھا کہ حنیف صاحب تفسیر میں طاغوتوں پر پردہ ڈالنے کیلئے جمہوریت کے شرک کو بھی اختیار کرنے پر تزل گئے ہیں) انہوں نے کہا کہ اچھا کوڈی میں اس مسئلے کو پاکستان شوریٰ میں دوبارہ رکھ دیتے ہیں میں نے کہا اگر آپ ایسا ہی چاہتے ہیں تو یہی کر لیں مگر بات مانی جائے گی دلیل کی وہ دلائل سامنے لائے جائیں جن کی رائے تفسیر میں طاغوتوں کے نام لانا غلط ہے اور وہیں فیصلہ ہونے کے بعد اس کی کاپی سب کو اسی وقت دے دی جائے یہ نہ ہو کہ بعد میں گھر جا کر "Fair" کر کے بھجوا دی جائے گی اتوار 28 مارچ کو مسجد توحید، پگل گوٹھ میں سندھ سطح کا سہ ماہی تربیتی پروگرام تھا اس میں حنیف صاحب نے تفسیر میں طاغوتوں کے نام کے حوالے سے سوال کا جواب دیا کہ یہ مسئلہ پاکستان شوریٰ میں پھر چلا گیا ہے اس پروگرام میں ملت ناؤن کے ناظم جمشید صاحب کو کمیشن ارشد نے پیغام دیا کہ آپ کو حنیف صاحب نے آپ کی شوریٰ کے ساتھ فجر میں بلوایا ہے جمشید صاحب تقریباً 23 سال سے تنظیمی ساتھی ہیں اور تنظیم کی بنیاد اور مرکزی دعوت یعنی ایمان باللہ کے ساتھ طاغوت کے کفر کی اہمیت کو بخوبی سمجھنے والے نظریاتی مجاہد ہیں یہ منگل کو صبح حنیف صاحب کے پاس اپنی شوریٰ کے ایک رکن خرم صاحب کے ساتھ پہنچے ایک اور رکن شبیر (جو تربیتی پروگراموں میں قرأت پڑھاتے تھے اور مسلم اکیڈمی میں ٹیچر ملازم ہیں) بھی موجود تھے ان سے بھی حنیف صاحب نے کہا کہ تفسیر میں طاغوت کے نام ڈالنے کا معاملہ اب پھر پاکستان شوریٰ میں چلا گیا ہے تو ہمارے پاکستان شوریٰ کے لوگ طاغوت کے نام دینے یا نہ دینے کے سلسلے میں جو بھی فیصلہ کریں دونوں صورتوں میں اطاعت کرنی ہوگی، جمشید صاحب نے کہا اگر وہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام دیئے جائیں تو ہم اطاعت کریں گے کیونکہ یہ تو قرآن وحدیث کی بات ہے لیکن اگر وہ نام نہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں تو پھر ہم اطاعت نہیں کریں گے کیونکہ یہ تو قرآن و حدیث کے خلاف بات ہے اس پر ارشد نے جمشید صاحب سے کہا پھر تم اپنی الگ جماعت بنا لو اس پر بھی خرم اور جمشید صاحبان کی ارشد سے کافی گرما گرمی ہو گئی یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حنیف صاحب نے اس حرکت پر بحرمانہ خاموشی اختیار کی اور اننا خرم اور جمشید صاحبان کو دبایا۔ اس کھلی دادا گیری کے ذریعے طاغوت

کی نشاندہی اور کفر کے موقف کے حاملین نظریاتی ساتھیوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ اب ان کی تنظیم میں کوئی جگہ حنیف صاحب رکھنے کے لئے تیار نہیں، بھول گئے کہ وہ ڈاکٹر عثمانی کے جانشین بنائے گئے تھے جو طاغوتوں کا کھل کر کفر کرنے والے مجاہد تھے غرضیکہ حنیف صاحب اس معاملے پر تنظیم توڑنے پر بھی تیار تھے کہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام نہیں دوں گا پھر نہ جانے کیا سوچ کر انہوں نے انیس صاحب کو فون کر کے دوپہر کو بلوایا انیس نے ان سے کہا کہ طاغوت کی تفسیر میں نشاندہی کے بارے میں آپ ذرا سنجیدگی سے سوچیں کیونکہ یہ تنظیم کی بنیاد کا معاملہ ہے حنیف صاحب نے کہا کہ اگر میں طاغوتوں کے نام تفسیر میں ڈال دوں تو یہ تو نہ کہا جائے گا کہ دیکھا آخر گھٹنے ٹیک دیئے نا، وہی کام کرنے پر مجبور ہوئے جس سے انکار کر رہے تھے، انیس نے تسلی دی کہ نہیں ایسا کون کہے گا حنیف صاحب نے کہا کہ پھر آپ بھی عبارات تیار کر لیں طاغوتوں کے نام تفسیر میں ڈالنے کے لئے اور یعقوب کو بھی کہہ دیں اس کے بعد عبارات تیار کی گئیں اور تفسیر میں طاغوتوں کے نام ان کی کتابوں کی عبارات اور حوالے آئے یہ ہے ایک مختصر بیان اس معاملے کے بارے میں آج جو حنیف صاحب بڑے زور و شور سے کہتے ہیں ”تفسیر میں طاغوتوں کے نام آنے کا طے ہو گیا ہم نے ڈال دیئے“ تو یہ ایسے ہی نہیں ہوا ہے بلکہ توبہ کے بعد حنیف صاحب نے اس معاملے پر کامل ایک مہینے تک اپنی ہر کوشش کر دیکھی ہے تب جا کر بفضل اللہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام آنے کا مسئلہ حل ہوا ہے واللہ غالب علی امرہ.....

ڈاکٹر عثمانی کا نام پیش لفظ میں

پاکستان شورٹی کے مہمان اراکین کے کرائے گئے معاہدے میں یہ بات بھی تھی جسے حنیف صاحب نے اس وقت خوشدلی سے تسلیم کیا کہ ڈاکٹر عثمانی کا نام تفسیر کے پیش لفظ میں برقرار رہے، مگر وہ اس سے بھی پھر گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخصیت پرستی ہے (وہ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ ڈاکٹر عثمانی کا نام پیش لفظ میں لکھوا کر مجھ سے زبردستی شخصیت پرستی کروائی گئی جیسا کہ پیچھے گزرا) اور شخصیت پرستی بھی طاغوت پرستی ہی ہے اس پر نشر و اشاعت کمیٹی کی میٹنگوں اور شورٹی میں بھی ان سے کافی بحث ہوتی رہی ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ڈاکٹر عثمانی کا نام آنا صحیح نہیں ہے ہم نے ان سے کہا کہ نام بتائیے کون لوگ ہیں وہ لیکن یہ ان کے نام بھی نہیں بتاتے تھے۔ 7 اپریل کو نشر و اشاعت کی میٹنگ میں حنیف صاحب نے ارشاد فرمایا کہ پیش لفظ میں ڈاکٹر عثمانی کا نام Patch یعنی پیوند معلوم ہوتا ہے۔ پھر 17 اپریل کو نشر و اشاعت کی میٹنگ میں بھی اس معاملے پر کافی گفتگو ہوئی انیس صاحب نے کہا چونکہ یہ بات مرکزی شورٹی میں طے ہوئی اور پھر پاکستان شورٹی نے بھی اس کی توثیق کر دی ہے تفسیر میں پہلے چھپ بھی چکا ہے لہذا اب آپ اس معاملے پر ضد نہ کریں۔ حنیف صاحب نے کہا کہ آپ میری یہ ایک بات اپنا بڑا اور بزرگ سمجھ کر ہی مان لیں ڈاکٹر عثمانی کا نام نکال دیں میں نے پہلے کبھی اس طرح آپ سے کسی معاملے میں اصرار نہیں کیا ہے میں نے کہا کہ دیکھ لیتے ہیں کہ ڈاکٹر عثمانی کا نام نہ دینے کے سلسلے میں کیا باتیں کہی جا رہی ہیں اگر یہ باتیں معقول ہیں تو ٹھیک ہے ہم نکال دیتے ہیں ڈاکٹر عثمانی کا نام، پہلی بات یہ کہی جا رہی ہے کہ یہ شخصیت پرستی ہے تو شخصیت پرستی تو یہ ہوتی ہے کہ کسی کی قرآن وحدیث کے خلاف کوئی بات ہو اور اسے مانا جائے جبکہ ڈاکٹر عثمانی کی یہ بات تو بالکل حق ہے قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے لہذا یہ شخصیت پرستی ہرگز نہیں ہے دوسری بات جو آپ نے کہی تھی کہ یہ طاغوت پرستی ہے تو جو ڈاکٹر عثمانی کو طاغوت سمجھتا ہے وہی اسے طاغوت پرستی قرار دے گا ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اس دور میں وہ اللہ کے ولی گذرے ہیں اگر وہ اللہ کے ولی نہیں تھے تو کوئی اور بھی اس دور میں ولی اللہ نہیں گذرا کجا کہ اب اسے طاغوت قرار دے کر اس کا ذکر کرنا طاغوت پرستی قرار دے دیا جائے۔ انیس صاحب نے کہا کہ جو لوگ ڈاکٹر عثمانی کا نام یہاں دینے سے منع کر رہے ہیں آپ انہیں ہمارے سامنے بٹھائیں ہم ان کو

سمجھاتے ہیں آپ جو ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ نام نکال دیں تو ہم یہ نہیں کر سکتے ہیں نہ بھی کہا کہ اگر کسی کو ”بقول ڈاکٹر عثمانی“ کے الفاظ پر اعتراض ہے تو چلیں اس عبارت کو ذرا صحیح کر لیتے ہیں لیکن حنیف صاحب ناراض ہو کر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے پھر میں اس تفسیر کو چھاپتا ہی نہیں اسے بند کر کے رکھ دیتے ہیں، اس پر ہم نے یہ سوچا کہ حنیف صاحب تفسیر میں طاغوتوں کے نام مختصر لانے پر مجبور ہو گئے ہیں (تفصیلی طور پر لانے پر اب بھی تیار نہ تھے) اور اس لحاظ سے عبارتیں بھی تیار کر لی گئی ہیں تنظیم کا مرکزی اور بنیادی موقف جب آرہا ہے چاہے مختصر ہی سہی تو ڈاکٹر عثمانی کا نام نکال دینے پر ہم تو ہرگز تیار نہیں۔ البتہ حنیف صاحب ہمارے اختلافی نوٹ کے ساتھ اسے مرکزی شوریٰ میں دوبارہ لے جائیں ہمیں خوش گمانی تھی کہ مرکزی شوریٰ نے پہلے بھی ڈاکٹر عثمانی کا نام آنے کا فیصلہ کیا تھا اب بھی ظاہر ہے وہی فیصلہ کریں گے مگر یہ ہماری غلط فہمی تھی۔ اس کے بعد حنیف صاحب نے مرکزی شوریٰ میں اسے اپنے مخصوص انداز میں اپنے حق میں طے کر دیا اور دوبارہ چھپنے والی تفسیر کے پیش لفظ میں سے ڈاکٹر عثمانی کا نام نکال دیا ہمارا اب بھی اس معاملے پر اختلاف ہے جو نوٹ کی صورت میں حنیف صاحب کو تفسیر کی دوبارہ پروف ریڈنگ پر ان کو ان الفاظ میں لکھ کر دے دیا تھا۔ یہاں عبارت میں سے ڈاکٹر عثمانی کا نام نکالنے سے یعقوب علی اور انیس الدین کو اختلاف ہے، اس جگہ کی ترمیم نشر و اشاعت کمیٹی کے بجائے مرکزی شوریٰ میں طے کی گئی ہے حالانکہ اس سے پہلے مرکزی شوریٰ تفسیر کے پیش لفظ میں ڈاکٹر عثمانی کا نام لانے کا فیصلہ کر چکی ہے اس ہی کے نتیجے میں پہلے ایڈیشن میں یہ نام چھپ چکا ہے اس کے بعد پاکستان شوریٰ 10 محرم کے فیصلے میں اس کی توثیق ان الفاظ میں کر چکی ہے کہ ڈاکٹر عثمانی کا نام علیٰ حالہ برقرار رہے گا۔ 22-09-04

(3) حج کے کتابچے کی مشرکوں میں تقسیم

پہلی مرتبہ حاجی کیمپوں میں مشرکوں کو حج کے کتابچے کی تقسیم کے بعد دوبارہ یہ حاجی کیمپوں میں تو تقسیم نہیں کیا گیا البتہ شمیم صاحب کے گھر پر ہونے والے خواتین کے کچھ پروگراموں میں یہ کتابچہ تقسیم کیا گیا جس پر اسلم صاحب کے بیٹے اعظم نے وہیں کافی اعتراض کیا (وہ اپنی والدہ کو درس میں لے کر گئے تھے) اس کے علاوہ بھی شمیم صاحب نے لوگوں سے کہا کہ ان لوگوں سے مشورہ کئے بغیر حنیف صاحب نے چونکہ یہ کتابچہ چھاپا تھا اس

لئے ان لوگوں نے اس کو مسئلہ بنا لیا ہے۔ (حنیف صاحب نے بھی پاکستان شورئی سے پہلے شورئی کی میٹنگ میں کہا تھا کہ ضروری نہیں کہ امیر ہر معاملے میں شورئی سے مشورہ کرے اور میں اپنے اس اختیار پر بھی پاکستان شورئی میں بات کروں گا) اور پھر 31 دسمبر 2004ء کو لانڈھی میں جمعہ کے بعد سوال کے جواب میں کہا کہ ”اگر میں حج کے کتابچے کی تقسیم غلط سمجھتا تو کیوں تقسیم کروانا“ یہ حنیف صاحب کا پاکستان شورئی کے معاہدے سے ہی نہیں بلکہ 4 مارچ 2004ء کو کی گئی توبہ سے بھی پھرنا ہے پروپیگنڈہ یہ کیا جا رہے کہ ان لوگوں کو حج کے کتابچے میں حنیف صاحب نے شامل نہیں کیا اس وجہ سے نظر انداز کئے جانے پر انہوں نے حج کے کتابچے کو مسئلہ بنا لیا ہے جبکہ اس میں تو ایمان کو دعوت بھی ہے حالانکہ اصل مسئلہ حج کا کتابچہ چھاپنا نہیں بلکہ مشرک حاجیوں میں اس کی تقسیم ہے جن پر حج فرض ہی نہیں ہے اس لحاظ سے تو حق کو چھپایا بھی گیا ہے باقی ایمان عقیدے کی بات تو تنظیم کی طرف سے شائع ہونے والی نماز کی کتاب میں بھی ہے کیا ہم اسے بھی بریلویوں کی مسجدوں کے باہر کھڑے ہو کر تقسیم کرنا شروع کر دیں اسی طرح ”ماہ صیام“ کتابچہ بھی مشرک روزے داروں کو بانٹیں کہ اس میں بھی ایمان و عقیدے کی دعوت موجود ہے پھر تو یہ جماعت مشرکوں کو ایمان کی دعوت دینے والی نہیں بلکہ عمل کی دعوت دینے والی تبلیغی جماعت کی قسم کی کوئی چیز رہ جائے گی اور پھر اس کا ایک علیحدہ جماعت ہونے اور علیحدہ مساجد بنانے کا جواز؟

شمیم صدیقی پر نظر رکھنے کا معاملہ

شمیم صدیقی صاحبہ مرتد ہوئے تھے پھر تقریباً 10، 12 سال کے بعد دوبارہ ایمان کے دعویدار بنے اور حنیف صاحب کی بھرپور سرپرستی کی بناء پر ایمان والوں کی اجتماعیت کو پوری طرح انتشار کا شکار بنا دیا۔ کفر با الطاغوت کا معاملہ جو تنظیم کی بنیاد ہے ایک معمر بنا دیا گیا کہ تنظیم کی تفسیر میں طاغوتوں کے نام دیئے جائیں یا نہیں تقریروں میں طاغوتوں کے نام لینا ضروری نہیں (یہ شمیم صاحب نے بھی ایک جمعہ کی تقریر میں کہا کھوکھرا پار کے ایک ساتھی جو اپنے کام کے سلسلے میں وہیں جمعہ پڑھتے تھے انہوں نے بتایا) ڈاکٹر عثمانی سے انہیں اتنا بغض ہے کہ ان کا نام پیش لفظ میں لانے کا جب حنیف صاحب نے شورئی میں طے کیا تھا تو انہوں نے تفسیر کی کمپوزنگ کے کاغذات شورئی کی میٹنگ میں حنیف صاحب کے سامنے لا کر رکھ دیئے کہ میں اب تفسیر کے کام

میں شامل نہیں ہونگا کیونکہ ڈاکٹر عثمانی کا نام پیش لفظ میں آنے کا فیصلہ غلط ہوا ہے۔ حج کا کتابچہ مشرکوں میں ان کے اور حنیف صاحب کے کہنے سے تقسیم کیا گیا (انہوں نے خود ہی اسے چھپوایا تھا) تنظیم میں مسلم مساجد کا سلسلہ ان کے آنے کے بعد بڑے زور و شور سے شروع ہوا (گو جزائوالہ کی مسلم مسجد کو اس سلسلے میں مثال نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ پہلے وہ الامجدیوں کی تھی جو کہ ایمان لے آئے ڈاکٹر عثمانی نے اس مسجد کا نام تبدیل نہیں کیا لیکن انہوں نے جو مسجد بنوائی اس کا نام تو حید مسجد ہی رکھا اس نام میں بذات خود دعوتِ توحید ہے) ڈاکٹر عثمانی کے کتابچے ”عذاب برزخ“ کے متوازی ”قبر پرستی کا شرک.....“ نامی کتابچہ شمیم صاحب نے صرف حنیف صاحب کو چیک کر دیا کہ اپنے نام سے شائع کروایا مرکزی شوری یا نشر و اشاعت کے ذمہ داران کے ساتھ اسے چھاپنے کا طے نہیں کیا گیا تھا۔ اس میں طائفہ کی کوئی نشاندہی نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر عثمانی کی کتاب عذاب برزخ میں بھرپور طریقے سے ہے اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں تھیں جو پاکستان شوری کے خصوصی اجلاس میں پیش کر دی گئی تھیں اور انہوں نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا تھا کہ شمیم صدیقی کا کردار معاملات کے بگڑنے میں یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ان کے معاملات پر نظر رکھی جائے مگر حنیف صاحب نے انہیں مرکزی شوری میں 3 ہی مہینے بعد شامل کر لیا۔ جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ میں تو انہیں شوری میں نہیں رکھ رہا تھا شوری والوں نے مجھے مشورہ دیا تو میں نے رکھ لیا حالانکہ اس کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ اکتوبر 2003ء میں فاروق میمن شوری چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کا کہنا تھا کہ شوری کی میٹنگ میں بیٹھ کر میرے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے اس سے پہلے بھی وہ اپنی بے لگام زبان اور کثرت سے جھوٹ بولنے کی وجہ سے شوری سے جا چکے تھے ان دنوں حنیف صاحب کو ایک مرتبہ افضل صاحب نے بتایا کہ فاروق صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے شوری چھوڑ دی ہے تو حنیف صاحب نے کہا وہ کیا شوری چھوڑیں گے ہم نے خود انہیں نکال دیا ہے۔ ایسی بے لگام زبان والے آدمی کو ہم شوری میں کیوں رکھیں۔ اعظم صاحب وغیرہ نے حنیف صاحب کی منبت سماعت کر کے ان کو دوبارہ شوری میں رکھوایا تھا خیر اس مرتبہ یہ گئے اور ڈاکٹر اسرار احمد کی کیسٹس لا کر سننے لگے حنیف صاحب نے کہا کہ شوری میں کچھ اضافہ کیا جائے اس کے لئے 4 نام پیش کئے گئے۔ محمدی گل صاحب نے شمیم صاحب اور افضل خان کے نام پیش کئے افضل چھا چھی صاحب نے بدر صاحب کا اور سرفراز صاحب نے سعید صاحب کا نام

پیش کیا۔ کچھ گفتگو کے بعد شورلی میں دو افراد شیم صدیقی اور سعید احمد صاحبان کو شورلی میں شامل کرنے کا طے ہوا سعید صاحب کو رمضان کے کھوکھرا پار کے پروگرام میں شورلی میں شامل کرنے کے لئے بلا بھی لیا گیا جیسا کہ 2 نومبر 2003 ناظم آباد کے پروگرام کے بعد ہونے والی شورلی کی میننگ میں طے ہوا تھا مگر اگلے ہی کھوکھرا پار میں ہونے والے پروگرام میں ان کو تو شورلی میں شامل کرنے سے حنیف صاحب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ تو طاغوت پر تقریر کرتے رہتے ہیں ہم یہی طاغوت طاغوت کرتے رہیں تاکہ جو مسجد آتا ہے وہ بھی نہ آئے اگر آپ کو یہی کرنا ہے تو سنبھالئے تنظیم کو میں نہیں چلا سکتا اور شیم صاحب کو شورلی میں شامل کرنے کے لئے یہ کہا کہ امیر کی شورلی ہوتی ہے وہ جس کو بہتر سمجھتا ہے اسے شورلی میں رکھتا ہے۔ (دراصل مکی وغیرہ میں پنجاب شورلی کی میننگ میں حنیف صاحب جب شرکت کرنے لگے تو وہاں کے شورلی کے ارکان خاص طور سے فیاض محمود صاحب نے ان سے کہا تھا کہ آخر یہ شیم کو آپ نے کیوں اتنا آگے کر رکھا ہے۔ جبکہ وہ نہ کوئی شورلی کارکن ہے نہ ہی کوئی اور ذمہ دار ہے پھر بھی وہی سب کچھ کر رہا ہے اور آپ اپنے ساتھ صرف فاروق کو کیوں لاتے ہیں کسی اور مثلاً سرفراز صاحب یا اسلم صاحب کو کیوں نہیں لے کر آتے یہی ملتا ہے آپ کو ساتھ لانے کے لئے یہ باتیں فاروق میمن نے خود 22 اگست کو محمدی کالونی کے پروگرام میں ہونے والی شورلی میں بتائی تھیں۔ ان کو حنیف صاحب خود ہی بعد میں کچھ سمجھا بچھا کر شورلی میں واپس لے آئے تھے تو شاید حنیف صاحب نے لوگوں کا یہ اعتراض دور کرنے کے لئے کہ ”یہ کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ کیوں ہیں“ ان کو پاکستان شورلی کے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مرکزی شورلی کا ممبر بنالیا۔) پھر ایک پروگرام میں جب یہ سوال ہوا کہ مرتد ہو کر دوبارہ ایمان لانے والے کو کوئی عہدہ دیا جاسکتا ہے؟ تو حنیف صاحب نے جواب دیا کہ مرتد ہو کر دوبارہ ایمان لانے والوں کو ایمان داروں کی اجتماعیت میں ہرگز کوئی عہدہ نہیں دیا جائے گا اسے پچھلی صفوں میں رکھا جائے گا۔ یہ 18 جولائی کے ناظم آباد 4 نمبر کے پروگرام کی بات ہے۔ پھر غالباً بعد میں انہیں یہ احساس ہوا کہ شیم صدیقی بھی سابقہ مرتد ہے تو 5 ستمبر کو گلستان جوہر کے پروگرام میں یہی سوال ہونے پر جواب دیا کہ کوئی مرتد ہو جائے پھر ایمان لے آئے تو پھر اس کے ایمان کو ٹیسٹ کیا جاتا ہے (یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کے لئے ٹیسٹ کون سا استعمال کیا جاتا ہے) پھر اگر اطمینان ہو جائے تو اسے کوئی

عہدہ دیا جاسکتا ہے ڈاکٹر عثمانی نے بھی ایک مرتد ہو کر پھر ایمان لانے والوں کو ناظم بنایا تھا (یہ صریحاً جھوٹی بات ہے) پھر مختلف گواہیاں (جن کی تفصیل کافی طویل ہے) لے کر یہ فیصلہ کر دیا کہ شیم صدیقی اس وقت مومن نہ تھے جب انہوں نے کھوکھراپار کی مسجد 1984ء میں بنوائی یہ فیصلہ بدر صاحب کے بھائیوں انیس الزماں اور خلیق الزماں اور ان کے ناموں شکور احمد صدیقی صاحب کی گواہیوں کی بنا پر کیا گیا اور سرفراز احمد، محمد رمضان، صالح محمد، انیس الدین، بدر الزماں صاحبان کی گواہیوں میں کہ شیم صاحب اس وقت مومن تھے ایمان کے اقرار کی وجہ سے ہی ان سے تنظیم کے لئے اعانت لی جاتی رہی، خوش گمانی (کہ یہ صاحب ایمان کا اقرار کر رہے ہیں تو ان کے دل میں بھی یہی ہوگا) کی بنا پر غلطی کا امکان مانا گیا اور یہ بات بھی لکھ دی گئی کہ دونوں گواہ مخلص مومن ہیں کسی کو جھوٹا قرار نہیں دے سکتے اب یہ معاملہ دوبارہ نہ اٹھایا جائے یہ بات بھی قابل ذکر ہے سرفراز احمد اور رمضان وغیرہ صاحبان کی گواہیاں حنیف صاحب نے لکھی بھی نہیں جبکہ انیس الزماں، خلیق الزماں وغیرہ صاحبان کی گواہیاں لکھ لیں اس موقع پر سرفراز صاحب کو شیم صاحب نے یہ بھی کہا کہ تیری حیثیت کیا ہے اور بدر صاحب کو منافق کہا۔ اس معاملے میں اور بھی کافی دھاندلیاں ہوئیں جس پر سرفراز صاحب نے حنیف صاحب کو کہا کہ آپ جانبداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جب ہم نے شورٹی میں اس بات پر بحث کی کہ ڈاکٹر عثمانی مسجد کے لئے کسی مشرک سے پیسے نہیں لے سکتے تھے تو محمدی گل، افضل چھاچھی، افضل خان، فاروق میمن صاحبان نے ڈاکٹر عثمانی پر جھوٹے الزامات کی بارش کر دی محمدی گل صاحب نے تو یہ تک کہہ دیا کہ ڈاکٹر عثمانی کو فرشتہ کیوں بتا رہے ہیں (حالانکہ ہم ڈاکٹر صاحب کو فرشتہ نہیں بتا رہے تھے بلکہ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ مشرکوں سے مسجدوں کے لئے اعانت نہیں لیتے تھے۔ ان سب باتوں پر ہم نے صبر کیا لیکن شیم صدیقی کی فتنہ پرور طبیعت نے کھوکھراپار کی مسجد میں 6 مارچ 2005ء کو ہونے والے مرکزی پروگرام میں رنگ دکھایا اور انہوں نے کھوکھراپار میں ایک نیا فساد پھیلانے کے لئے رمضان صاحب سے کہا کہ یہ جو کھڑکیوں کی گرل پر ڈیزائن ہے یہ میں نے 1984ء میں گنبد خضر کی عقیدت میں بنوایا تھا اس وقت میں مدینے والے ہرے گنبد کا شیدائی تھی لہذا اس ڈیزائن کو کاٹ دو پھر 10 مارچ کو ناظمین کی میٹنگ میں بھی انہوں نے با آواز بلند حنیف صاحب کو مخاطب کر کے یہی بات کہی اور حنیف صاحب اس فساد میں بھرپور ہاتھ

بنانے کے لئے دوسرے ہی دن عشاء میں کھوکھرا پار آئے اور گرل کو دور سے ہی دیکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو صاف گنبد ہے یہاں نماز نہیں ہوگی حالانکہ 3 یا 4 سال پہلے کھوکھرا پار کے ایک ساتھی اسحاق صاحب نے توجہ دلائی تھی کہ یہ ڈیزائن گنبد سا معلوم ہوتا ہے لیکن اس وقت حنیف صاحب نے گرل کے پاس کھڑے ہو کر اسے بغور دیکھا اور ان کو ڈانٹا کہ یہ گنبد نہیں ہے بلکہ خراب سی بنی ہوئی ہے۔ خواہ مخواہ فتنہ نہ کرو لیکن اب سیٹھ کے کہنے پر حنیف صاحب نے اسے دور سے ہی دیکھ کر ”صاف گنبد“ ہونے کا فتویٰ دے دیا یعنی اسحاق صاحب کے توجہ دلانے پر گنبد نہ ہونے کا فتویٰ اور شمیم صدیقی کے کہنے پر ”صاف گنبد“ ہونے کا فتویٰ ایک ہی چیز کے متعلق ایک ہی شخص کے دو متضاد فتوے حیرانی کا باعث ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب یہ بات سامنے آگئی کہ اس نے یہ گرل مشرکانہ عقیدے کے تحت بنوائی تھی حالانکہ اس طرح تو انہوں نے اپنے مرتد ہونے کے معاملے کو خود ہی دوبارہ اٹھادیا ہے جس پر گفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا تھا لہذا جب حنیف صاحب کو 17 مارچ کو شوریٰ کی میٹنگ میں سرفراز صاحب نے کہا کہ ہماری گواہی کے خلاف آپ نے جو فیصلہ کیا تھا کہ شمیم صدیقی اس وقت ایمان نہیں لایا تھا..... تو حنیف صاحب نے کہا کہ آپ کی گواہی تو جھوٹی ثابت ہوگئی کیونکہ شمیم صاحب کو اب یاد آ گیا ہے کہ میں اس وقت گنبد خضر کا شیدائی تھا اسی لئے گرل پر گنبد کا ڈیزائن بنوایا (حالانکہ 23 ستمبر کو فیصلے میں لکھا کہ کوئی بھی جھوٹا نہیں ہے دونوں گواہوں میں سے لیکن اب 6 مہینے بعد شمیم صدیقی کو ایک نئی فتنہ پروری کی سوجھی تو یہ بہانہ بنایا کہ مجھے یاد آ گیا..... اور اس پر حنیف صاحب نے سرفراز صاحب کی سچ تسلیم کی گئی گواہی کو جھوٹا قرار دے دیا اب اگر کل کلاں کو شمیم صدیقی کو کچھ اور ”یاد“ آ گیا تو حنیف صاحب فرمادیں گے کہ اب جو نئی بات یاد آئی ہے اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ کھوکھرا پار کے ساتھی اور ڈاکٹر عثمانی اس وقت مومن نہیں تھے جب 1984ء میں کھوکھرا پار کی مسجد بنی یہ تماشے بھی اس اجتماعیت میں ہی ہونے تھے۔)

غرضیکہ پاکستان شوریٰ کے نکات کو تسلیم کر کے حنیف صاحب نے ان کی خلاف ورزی کی اسی طرح کا معاملہ 4 مارچ کو کی گئی توبہ کے ساتھ ہوا توبہ سے بھی بتدریج پھرنے لگے ان میں پہلا نکتہ تھا۔

طاغوت کے نشاندہی اور کھل کر اس کا کفر کرنا

طاغوت کی نشاندہی نام لئے بغیر نہیں ہو سکتی حنیف صاحب نے 11 مارچ کو سوالوں کے جواب دیتے ہوئے

کیاڑی میں فرمایا کہ حکمت سے دعوت دی جائے جس طرح موسیٰ نے حکمت سے دعوت دی فرعون کو جواب دیا کہ گزرے ہوئے لوگوں کا علم میرے رب کے پاس ہے، جس طرح ابراہیمؑ نے کہا نام لئے بغیر تم اور تمہارے باپ دادا سب گمراہ ہونا نہیں لیا کسی کا، سعید احمد صاحب جو کہ طاغوت کے کفر پر بہترین تقریر کرتے ہیں۔ 4 مارچ کے بعد ان سے حنیف صاحب نے صرف ایک مرکزی پروگرام (جو کہ 24 اکتوبر کو ہوا) میں تقریر کروائی حالانکہ پہلے وہ بکثرت مرکزی پروگراموں میں تقریر کیا کرتے تھے کسی حلقے کے ساتھیوں نے اپنے مقامی پروگرام میں ان سے تقریر کروائی تو حنیف صاحب کو تشویش ہوئے نگلتی تھی دو چار حلقوں میں ساتھیوں نے سعید صاحب کو بلوا کر تقریر کروائی (کیونکہ مرکزی پروگراموں میں تو ان کی تقریر ہو نہیں رہی تھیں) تو حنیف صاحب کی تشویش بڑھی اور حنیف صاحب نے جمعرات 29 جولائی کو ناظمین کی میٹنگ میں کہا کہ دوسرے حلقے سے کسی مقرر کو کوئی بلوانا چاہیے تو پہلے ناظمین کی میٹنگ میں مجھ سے اجازت لے۔ اجازت کے بغیر کسی کو نہ بلائے اس کے بعد کسی نے ناظمین کی میٹنگ میں سعید صاحب کو دوس کے لئے اپنے حلقے میں بلانے کی اجازت مانگی تو اسے نہ دی گئی حالانکہ ان کی تقریر میں طاغوت کی نشاندہی اور اس کا کفر یہی تو مرکزی نکتہ ہوتا تھا۔ جو مختلف حلقوں میں سعید صاحب کے پروگرام ہوئے ان پر بھی حنیف صاحب نے اعتراض کیا کہ ان تقریروں میں سعید صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں اور وہ تاثر دے رہے ہیں سعید صاحب کے ان پروگراموں کی کیسٹس بھی ان کے سامنے رکھ دی گئیں کہ بتائیں ان میں کس جملے سے کیا تاثر نکل رہا ہے۔ تو وہ بھی نہ بتا سکے بلکہ حنیف، محمدی گل، فاروق میمن و افضل چھاچھی صاحبان نے سعید صاحب کو 19 اگست کو شو رٹی میں بلا کر یہ اعتراض کیا کہ آپ ہر جگہ طاغوت پر ہی تقریر کیوں کر رہے ہیں کوئی دوسرا موضوع کیوں نہیں لیتے سعید صاحب نے کہا کہ میں تو ان میں اور بھی چیزیں بیان کر رہا ہوں آپ سن لیں ان تقاریر کو اور ہا طاغوت کا کفر تو اس پر تو تقریر کرنے سے مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا کیونکہ یہی تو ہماری تنظیم کی بنیاد ہے افضل چھاچھی صاحب نے یہ کہا کہ آپ کی تقریر پر اعتراض کیوں ہو رہے ہیں سعید صاحب نے کہا کہ یہ تو اعتراض کرنے والوں سے پوچھیں کہ انہیں کیا پریشانی ہے۔ البتہ مجھ سے حنیف صاحب نے مئی سے مرکزی پروگراموں میں تقریر کروانی شروع کر دی تھیں میری تقریر میں بھی ہر مرتبہ طاغوت کے کفر کا معاملہ آتا تھا مجھ سے بھی 22 جولائی کو

شورنی کی میٹنگ میں حنیف صاحب نے کہا کہ آپ بھی اپنی تقاریر کا انداز بدلیں میں نے پوچھا کیا تبدیلی لاؤں مگر بتایا نہیں اور کہا کہ تبدیل کریں انداز، اکثر و بیشتر سوالوں کے جواب وغیرہ میں کہا کرتے تھے کہ پوری حکمت سے دوری دی جائے دین ہمیں حکمت سکھاتا ہے بعد میں مجھے تقریر کے لئے کہتے تو ساتھ ہی موضوع بھی دیتے کہ اس موضوع پر تقریر کریں ان تقاریر میں بھی میں ایمان باللہ کے ساتھ طاغوت کے کفر کا معاملہ لاتا تھا کیونکہ قرآن کو جہاں سے کھولیں یہی مضمون تو ہے خیر حنیف صاحب صاف صاف بھی نہیں کہتے تھے کہ طاغوت کے نام نہ لوگ مگر جس انداز سے وہ جس طرح موسیٰؑ نے حکمت سے دعوت دی پوچھا گیا کہ فباہال القرون الاولیٰ تو انہوں نے حکمت سے جواب دیا کہ علمھا عند ربی تو اس سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اب طاغوت کے کفر کا معاملہ اس حکمت کی نذر ہونے والا ہے کہ ان کے نام نہ لئے جائیں۔ حالانکہ موسیٰؑ کے جواب سے بھی وہ کچھ نہیں نکلتا جو حنیف صاحب نکالنے کی کوشش کر رہے تھے البتہ ان باتوں پر اعتراض ہونے پر بات کو گھما دیا کرتے تھے اور حکمت پر زور دینا شروع کر دیتے تھے۔ آہستہ آہستہ صورتحال اب یہاں تک پہنچا دی گئی ہے کہ صوفیوں کی طرح نفس کو سب سے بڑا طاغوت بتایا جا رہا ہے شادی بیاہ کی رکیں طاغوت بتائی جا رہی ہیں سودی نظام بڑا طاغوت بتایا جا رہا ہے محمدی گل صاحب جنہوں نے خود کہا تھا کہ میں اپنی تقریروں میں طاغوتوں کے نام نہیں لیتا (یہ 9 ستمبر شورنی کی میٹنگ کی بات ہے لائنڈھی کے ساتھی بھی آئے ہوئے تھے آصف صاحب نے محمدی گل صاحب کی سخت گرفت کی تھی طاغوت کی نشاندہی کے معاملے پر) انہوں نے 15 جولائی کو کیمائری میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے رشتہ داروں کو چھوڑا، مسلکوں کو چھوڑا یہ سب طاغوت کا کفر ہی تو ہے تو طاغوت کے کفر کی نئی نئی تشریحات کر کے اس طرح اصل چیز کو پائس پردہ کر دیا گیا۔ جب دوسرے ساتھیوں کے طاغوت پر تقریر کرنے پر حنیف صاحب اعتراض کر رہے تھے تو ظاہر ہے کہ خود کیا طاغوت کے کفر پر تقریر کرتے البتہ توبہ کے بعد انہوں نے ساتھیوں پر لعن طعن اور پرانے معاملات (جو کہ 4 مارچ کو ختم کر دیئے گئے تھے) پر مشتمل تقاریر کرنا اور کروانا شروع کر دیں۔ ان کی تقاریر سن کر ساتھیوں کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ سعید صاحب پر اعتراض کرنے والے خود کس قسم کے ”تاثرات“ دے رہے ہیں۔

سورہ الحجرات کی نبیؐ کے ادب و احترام کے حوالے سے آیت کا اپنے لئے استعمال 4 مارچ کی توبہ میں سورہ الحجرات کی نبیؐ کا ادب و احترام بتانے والی آیت کو اپنے ادب و احترام کے لئے استعمال کرنے سے بھی حنیف صاحب نے رجوع کیا تھا لیکن پچل گوٹھ میں ہونے والے کل سندھ سہ ماہی پروگرام اور کل پاکستان اجتماع ناظمین کوڈی بلوچستان میں محمدی گل صاحب کی سورہ الحجرات پر تقاریر انہوں نے رکھوائیں اور ان تقاریر میں بھی محمدی گل صاحب نے حنیف صاحب کی اس بات سے کی گئی توبہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس آیت سے امیر، ناظم، والدین وغیرہ سب کا ادب احترام بتادیا۔ حنیف صاحب نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گویا اس معاملے میں بھی اپنی توبہ سے انحراف کیا بالاخر 3 مئی کو کیمائزی میں ہونے والی صلح صفائی کی میٹنگ میں انیس الدین اور میں نے محمدی گل صاحب سے اس معاملے پر کافی بحث کی تب سے اس آیت کا امیر کے لئے استعمال بند ہوا، حج کے کتابچے کی مشروکوں کو تقسیم کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں کہ حنیف صاحب اسے اب درست قرار دے رہے ہیں کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ توبہ کے مرکزی نکات سے اب حنیف صاحب پھر پچکے ہیں۔

توبہ کروانے والوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں

دراصل حنیف صاحب نے توبہ کو مسئلہ بنالیا حالانکہ غلطی اور گناہ ہو جانے کے بعد توبہ کرنا اچھا کام ہے غلطی پر توبہ کرنے والا آدم کا پیر و کار ہے اور انا اور تکبر کا شکار ہو جانے والا ابلیس کا۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنی خطا پر اللہ سے توبہ کی ہے کتنے ہی اعیان کی توبہ کے الفاظ کا قرآن میں ذکر ہے جو قیامت تک تلاوت ہوتے رہیں گے لیکن حنیف صاحب نے اس کو بڑا مسئلہ بنالیا وقتاً فوقتاً وہ یہ کہتے رہتے تھے کہ اس توبہ کا کوئی جواز نہیں تھا حالانکہ یہ پاکستان شوریٰ کے خصوصی اجلاس میں طے ہوا تھا اور حنیف صاحب نے بخوشی اسے قبول کیا تھا۔ اب یہ معاملے شروع ہو گئے کہ حنیف صاحب کے حمایتی کہنے لگے کہ یہ زبردستی توبہ کروائی گئی زیادتی کی گئی۔ مختلف ساتھیوں کو یہ پیغام ملنے لگے کہ حنیف صاحب نے آپ کو بلایا ہے ان سے ملیں جب وہ ساتھی ان سے ملتے تو حنیف صاحب یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ میری طرف کا ہے یا دوسری طرف کا۔ امیر ہونے کا خوب فائدہ اٹھایا جا رہا تھا۔ دراصل حنیف صاحب نے طاغوت کے کفر کے معاملے سے جو انحراف کیا اور پھر مجبور ہو

کر توبہ کی اس کے بعد اس توبہ سے بھی انحراف کیا اور توبہ کروانے والوں کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کی کھلی دھمکی دی 30 مارچ 2004ء کو ملت ناؤن کے ناظم جمشید صاحب اور ان کی شورٹی کے رکن خرم صاحب کو فجر کے بعد رفاہ عام کی مسجد میں بلوایا گیا تو ان سے واضح الفاظ میں توبہ کروانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے عزم کا اظہار کیا، اس سے کچھ دن پہلے لائڈھی کے ساتھی حسن علی کو اپنے گھر بلوا کر ان سے بھی توبہ کروانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا کہہ چکے تھے۔ اس طرح سے حنیف صاحب اسی فریق کی پوزیشن پر دوبارہ کھڑے ہو گئے جس پر بقول خود وہ پاکستان شورٹی کے اراکین کے سامنے اپنے اور اپنی شورٹی کے ارکان کے احتساب کے لئے پیش ہوئے تھے حالانکہ انہیں فریق کی صورت نہ بننا چاہیے تھا ایک بار وہ یہ غلطی کر چکے تھے جب کوئی شخص فریق بن جائے تو اس کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رہتا اگر فریق ہی فیصلہ کرنے لگے تو انصاف کے خون کے علاوہ اور کیا کرے گا؟ بہر حال توبہ کے موقع پر حنیف صاحب نے جن کو اپنا محسن اور اصلاح کرنے والے قرار دیا تھا اب انہیں کے خلاف کاروائیاں شروع ہوئیں اور حنیف صاحب نے بے بنیاد الزامات کے تحت رائی کے پہاڑ بنا کر جائز اور ضروری اختلاف کرنے والوں کو ٹھکانے لگانے کا سلسلہ شروع کر دیا جمشید صاحب کو غنڈہ گردی کا الزام لگا کر ٹھکانے لگایا گیا نظامت سے برطرف کیا امامت کی پابندی لگائی، سعید صاحب پر نظم و ضبط کی خلاف ورزی اور باغیانہ روش کے الزامات تھوپ کر دوسرے حلقوں میں درس کی پابندی لگا دی گئی شمیم صاحب سعید صاحب پر ہر طرح کی پابندی لگوانے کے لئے خوب سرگرم تھے، سعید صاحب نے نارتھ ناظم آباد کی مسجد میں 29 جون کو ایمان باللہ کے ساتھ کفر بالظاہر کی اہمیت پر درس دیا۔ شمیم صاحب بدر صاحب کے بیٹے عید کو درس کے دوران باہر کہہ رہے تھے کہ سعید کو تقریر کے لئے نہ بلایا کرو اور دوسری طرف بدر صاحب کو درس ختم ہونے کے بعد کہا کہ ”آج سعید صاحب نے بڑی زبردست تقریر کی“ اس طرح دور نے پن سے بھی کام لیا جا رہا تھا۔ اور آخر میں 23 مارچ 2005ء کو مجھ پر باغیانہ روش، انفرادی رائے رکھنا اور شورٹی کی باتیں باہر بتانے کے الزامات لگا کر مرکزی شورٹی سے نکال دیا گیا۔ حالانکہ حنیف صاحب خود اور ان کے حمایتی یہ سارے کام کر رہے ہیں جو الزامات کی صورت میں انہوں نے ہم پر تھوپ دیئے۔ ظاہر ہے کہ فریق ہی جب جج بن جائے تو یہ تو ہونا ہی تھا اس کے علاوہ بے بنیاد باتوں کا

پروپیگنڈہ بھی بڑے زور و شور سے کیا جانے لگا کہ سعید صاحب کو شورئی میں شامل نہیں کیا گیا وہ اس وجہ سے گڑ بڑ کر رہے ہیں یعقوب اور سرفراز امیر بننا چاہتے ہیں یہ لوگ پیسوں کے معاملے میں گڑ بڑ کر رہے تھے، عہدوں کے بھوکے ہیں انانیت کا شکار ہیں وغیرہ، ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنے اور پھیلانے کا یہاں نہیں تو اللہ کی عدالت میں تو حساب دینا ہی ہوگا اور وہاں انسان عہدے کے بغیر ہوگا۔ کچھ اور باتوں کے بارے میں بھی ساتھیوں کو علم ہونا چاہیے ویسے تو یہ سب کے سامنے ہی ہیں۔

قرآن و حدیث کے خلاف فیصلے

جشد صاحب اپنے حلقے کے ناظم تھے وہاں کے ایک فتنہ پرور شخص نے نماز میں فتنہ کیا اور بلا وجہ لقمے دے دے کر ایک رکن شورئی کے لئے فجر کی صلوٰۃ پڑھانا مشکل کر دی جشد صاحب نے اس فتنہ پروری پر اسے سخت تنبیہ کی وہ بھی توتکار پر اترا آیا جشد صاحب اسے پکڑنے کے لئے بڑھے ساتھیوں کے بیچ بچاؤ کے دوران وہ فتنہ پرور دھکا لگنے سے گر پڑا اب یہ معاملہ رات کو حنیف صاحب کے پاس آیا میں سرفراز صاحب اور فاروق میمن بھی موجود تھے کچھ گفتگو کے بعد جشد صاحب کو حنیف صاحب نے وارننگ دی کہ اب ایسا نہیں ہونا چاہیے آئندہ کوئی شکایت آئی تو میں تمہیں نظامت سے ہٹا دوں گا۔ لیکن ایک ہفتہ کے اندر اندر حنیف صاحب نے یہ فیصلہ تبدیل کر کے جشد صاحب کو نظامت و امامت سے برطرف کر دیا ہم نے اس فیصلے کی تبدیلی کو روکنے کے لئے کافی مزاحمت کی۔

لیکن حنیف صاحب کا کہنا تھا کہ میرا ضمیر گوارا نہیں کر رہا ہے کہ جشد ناظم رہے ان کو بعد میں کئی مرتبہ کہا گیا کہ آپ کا یہ فیصلہ صحیح مسلم کی واضح حدیث کے بالکل خلاف ہے جس میں آتا ہے کہ عمرؓ نے ابو ہریرہؓ کو دھکا دیا تھا (جبکہ ابو ہریرہؓ نے کوئی فتنہ بھی نہیں کیا تھا) پھر بھی نبیؐ نے عمرؓ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی کہ عمرؓ پر امامت و خطابت کی پابندی لگادی ہو تو آپ بھی یہ اپنا غلط فیصلہ واپس لے لیں کیونکہ آپ بھی نبیؐ کے طریقے پر چلنے کے پابند ہیں۔ مگر حنیف صاحب نبیؐ کی پیروی پر تیار نہ ہوئے۔ اسی طرح 11 مارچ 2005ء کو کھوکھرا پار کے ایک ان کے حمایتی ڈاکٹر انجم نے کھوکھرا پار کے ساتھیوں پر مشرک بریلوی گنبد کے بیماری کے فتوے لگائے ظہر میں جتنے بھی نمازی تھے۔ سب اس کے چشم دید گواہ ہیں اور ان کی گواہی کھوکھرا پار شورئی کے حشر میں ان کے

دستخطوں کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔ رسول اللہ کی واضح حدیث ہے کہ اگر کسی مومن پر کوئی کفر کا فتویٰ لگائے تو وہ خود کافر ہو جائے گا اس لحاظ سے انجم خود ہی مشرک، بریلوی اور گنبد کا پجاری یعنی مرتد ہو گیا مگر یہ مرتد اس کے بعد سے مسلسل رفاہ عام میں جموں کی نماز پڑھا رہا ہے حنیف صاحب تاویلین کرتے ہیں کہ انہوں نے دل سے نہیں کہا (اب دلوں کے حال بھی جاننے کا دعویٰ) حالانکہ حدیث میں دل سے کہنے یا نہ کہنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ 29 اپریل کو بچل گوٹھ میں جب ان سے انجم مرتد کے بارے میں بات کی گئی تو انہوں نے قرآن و حدیث کے مطابق فیصلہ کرنے کے بجائے اُسے ”مومن“ قرار دیا تھا یہ ان کا فیصلہ اور قرآن و حدیث کا واضح فیصلہ ہے کہ انجم پکا مرتد ہے۔ اور بھی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حنیف صاحب بہت سے معاملات میں رسول اللہ کی حدیث و سنت کی پروا نہیں کرتے اپنی ہی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں تفصیل پھر کبھی پیش کر دی جائے گی۔ (انشاء اللہ)

نبوت کے اختیارات تک رسائی کی باتیں

نبی کے ادب و احترام بتانے والی آیت سے اپنے لئے استدلال کا ذکر ہو چکا ہے جمعرات 24 فروری 2005ء کو ہونے والی ناظمین کی میٹنگ میں حنیف صاحب کے ایک حمایتی ڈاکٹر جاوید الطاف صاحب نے ایک اور انتہائی خطرناک بات کہی اس وقت میں نے جمشید صاحب کو نظامت سے برطرف کئے جانے پر تفصیل سے گفتگو کی تھی اور بتایا تھا کہ ہم پر ساتھیوں نے اعتراض کیا کہ مسلم کی حدیث کے مطابق جب نبیؐ نے ابو ہریرہؓ کو دھکا دینے پر عمرؓ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تو پھر جمشید صاحب کے خلاف کارروائی کیوں کی گئی قرآن و حدیث کی صریح خلاف ورزی کر کے پھر اطاعت کے لئے کہا جا رہا ہے یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس پر حنیف صاحب بے سرو پا باتوں میں الجھائے ہوئے تھے ان سے کوئی جواب نہیں بن رہا تھا اتنے میں جاوید الطاف صاحب نے کچھ بولنے کی اجازت لی یہ سلسلہ چل رہا تھا کہ جس کو کچھ بولنا ہے وہ حنیف صاحب سے اجازت لے کر بولے اکثر ان کے حمایتی خاص طور سے محمدی گل اور ارشد صاحبان اس ”نظم و ضبط“ کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے شور کرنا شروع کر دیتے تھے جب ہم اس پر اعتراض کرتے تو حنیف صاحب کہتے کہ یہ آدمی کے جذبات کا معاملہ ہے عمرؓ بھی بول پڑتے تھے اس پر سر فراز صاحب نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا کہ ”ہمارے،

بولنے پر بے ادبی اور نظم و ضبط کی خلاف ورزی کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور انہیں عمر بنادیا جاتا ہے ہمارے اور اپنے
 حمایتوں کے لئے الگ الگ معیار کیوں رکھے ہوئے ہیں؟ آپ نے ان کو اجازت دی تو وہ کہنے لگے کہ اصل
 چیز اطاعت ہے اطاعت ہونی چاہیے نبیؐ نے عمرؓ کے خلاف کاروائی نہیں کی تو بھی صحابہؓ نے اطاعت کی اور اگر
 نبیؐ عمرؓ کے خلاف کاروائی کرتے تو بھی صحابہؓ اطاعت کرتے۔ اس بات پر ہم بہت کچھ کہنا چاہتے تھے مگر ہمیں
 اجازت بھی نہ دی گئی اور دوسرے فترا بولنے لگے حالانکہ حنیف صاحب کو جاوید صاحب کو کہنا چاہیے تھا کہ
 میرے پاس نبیؐ والا اختیار نہیں ہے۔ نبیؐ نے کسی بات پر تادیبی کاروائی کی ہے تو میں کروں گا اگر نہیں کی ہے تو
 میں اس سنت کی پیروی کرتے ہوئے کاروائی نہیں کروں گا۔ لیکن شاید حنیف صاحب خود کو بھی ان ہی
 اختیارات کا حامل سمجھتے ہیں جو نبیؐ کے پاس تھے جہی تو کبھی نبیؐ کے ادب و احترام والی آیت اپنے لئے استعمال
 کی اور کبھی نبیؐ والا اختیار اپنے لئے بتانے والے کو ڈانٹا تک نہیں کہ تم یہ کیا بات کر رہے ہو کجا نبیؐ اور کجا میں!
 آخر حنیف صاحب نے اتنی عمر نبوت کے بغیر گذاردی تو جو تھوڑی بہت رہ گئی ہے وہ بھی ایسے ہی گذار دیں تو کیا
 ہے؟

تنظیم میں جمہوریت

ایک اور چیز جو تنظیم میں شروع کر دی گئی وہ جمہوریت ہے جو خالصتاً ایک مشرکانہ نظریہ ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ
 نے کئی جگہ یہ بتایا ہے کہ اکثریت حق کا معیار نہیں سب ہی ساتھی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں مگر ناظمین
 کی میننگ ایک عرصے سے جمہوری اسمبلی بنی ہوئی ہے وہاں کافی تعداد میں حنیف صاحب نے اپنے حمایتی
 مختلف ناظم کی حیثیت سے بٹھادیئے ہیں اب دلیل کی بات نہیں سنی اور مانی جاری ناظمین کی میننگ کی کاروائی
 سیاسی اور سازشی انداز میں کیپٹن ارشد سے لکھوائی جا رہی ہے جب 3 مارچ کو ہم نے اعتراض کیا کہ کاروائی
 میں سے فلاں فلاں باتیں کاٹ دی جائیں کیونکہ یہ خلاف واقعہ لکھی گئی ہیں تو حنیف صاحب نے کہا کہ دوچار
 لوگوں کے کہنے سے کیا ہوتا ہے سارے ناظمین کہیں تو کمال دیتے ہیں کہیں قرآن و حدیث کے خلاف بات پر
 اعتراض کیا تو حنیف صاحب نے جواب دیا کہ آپ ہی کو یہ قرآن و حدیث کے خلاف نظر آ رہا ہے باقی کو
 کیوں نظر نہیں آ رہا؟ تو یہ خالص جمہوریت والی باتیں تھیں۔ 24 فروری کو ہی ناظمین کی میننگ میں بدر

صاحب نے کہا تھا کہ ان لوگوں کو روکیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ حنیف صاحب سے زبردستی توبہ کروائی گئی یہ شیم صاحب نے مجھ سے خود کہا ہے اس پر بھی شور شرابا ہوا اور یہ طے پایا کہ ہر حلقے میں ایک اعلان حنیف صاحب کی توبہ کے بارے میں کر دیا جائے کہ وہ کن کن باتوں کی تھی اس کے لئے ناظمین سے تجاویز مانگی گئیں کہ وہ لکھ کر دیں کہ اعلان کس قسم کا ہونا چاہیے (حالانکہ توبہ کرنے والا اپنی توبہ کو بخوبی جانتا ہے اس کے لئے تجاویز مانگنے کی کیا ضرورت تھی) واضح رہے کہ اس اعلان کی اب تک نوبت نہیں آ سکی 16 مارچ کو سرفراز صاحب حنیف صاحب کے گھر گئے توبہ کے متعلق بات چیت ہوئی تو حنیف صاحب نے کہا کہ توبہ کو ہر ایک اپنے اپنے زاویے سے دیکھتا ہے دیکھا تو یہ جائے گا کہ زیادہ لوگ کس زاویے سے دیکھتے ہیں (یعنی جمہوریت) یہی شیم صدیقی صاحب نے بھی 10 مارچ کو شوری کی میٹنگ کے دوران کہا تھا کہ ”پھر یہ تو طے ہو گیا تا کہ توبہ کا اعلان اس طرح ہوگا جس طرح زیادہ ناظمین کی رائے ہوگی؟“ اس پر میں نے اور سرفراز صاحب نے انہیں خاموش تو کروا دیا تھا لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ جمہوریت کا بت ابھی بھی دل میں بسا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ان کی کسی غلط بات سے اختلاف کیا جائے اور صحیح بات دلیل سے پیش کی جائے تو کہتے ہیں کہ انفرادی رائے پر اصرار نہ کرو حالانکہ جواب دلیل سے دینا چاہیے مگر اس کے بجائے کہتے ہیں کہ ساری شور مچی ایک بات کر رہی ہے اور یہ الگ بات کہہ رہے ہیں انفرادیت کی بھینتی کس دیتے ہیں حالانکہ انفرادی بات دلیل کے ساتھ ہو تو وہی حق ہے اس اجتماعی بات کے مقابلے میں جو دلیل کے بغیر ہو۔ حنیف صاحب کا یہ طرز عمل بھی ان کی جمہوری ذہنیت کی صاف عکاسی کرتا ہے۔

سیاست، سازشیں جا سوسیاں

دنیا دار سیاستدانوں کی طرح سے اب تنظیم کا حال تباہ کیا جا رہا ہے ملت ناؤن کا حلقہ حنیف صاحب کی تخریبی سیاست کی نذر ہوا جو بڑے مجاہد ساتھیوں پر مشتمل تھا اور انہوں نے بڑی مشکلات کے بعد حلقے کے معاملات درست کئے تھے جو کہ فاروق مین کے سر نے بہت زیادہ خراب کر رکھے تھے۔ لائڈھی کے حلقے کو بھی حنیف صاحب نے بار بار جا کر سیاسی اکھاڑا بنا دیا اسی طرح کھوکھرا پار کا حلقہ جسے پہلے یہ خود مثالی حلقہ قرار دیتے تھے ان کی سیاست کی آماجگاہ بنارہا کئی بار وہ اپنی لاینگ کرنے یہاں بھی وارد ہوئے مگر اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان

کا یہ سیاسی انداز ساتھیوں کو دکھا کر ان کی آنکھیں کھول دیں۔ بچل گوٹھ کی مسجد سے صفیں اٹھوا دیں کہ ان پر نماز نہیں ہوتی مگر اس کے بعد ناظم آباد میں میرے سامنے دوسرے انہی صفوں پر نماز پڑھی، یعنی بچل گوٹھ میں ان صفوں پر نماز نہیں ہوتی اور ناظم آباد میں ہو جاتی ہے خوب دورنگی ہے۔ اس کے علاوہ قندہ پر دور عناصر کی انہوں نے خوب ہی پشت پناہی کی، ناظمین کی میٹنگ میں کبھی حنیف صاحب نے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا تو 24 فروری کو سازشی خط پیش کر دیا گیا جس میں کہا گیا کہ یعقوب علی اور سرفراز احمد صاحبان کو شورنی سے نکالا جائے بتایا گیا کہ اس پر تمیں ناظمین کے دستخط ہیں۔ گویا نام نہاد دستخطوں سے تحریک عدم اعتماد پیش کر دی گئی سیاسی اسمبلی نہیں تو اور پھر یہ کیا ہے؟ جب ہم نے کہا کہ یہ خط ہمیں دیا جائے ہم اس کی وضاحت کریں تو وہ خط بھی نہ دیا گیا ہم نے پوچھا کہ اس سازشی خط پر دستخط کرنے والوں کے نام بتائیں تو ان کے نام بھی نہ بتائے غالباً کوئی پردہ نشین تھے جن کے نام لینے سے ان کی پردہ داری پر حرف آنے کا امکان تھا کیپٹن ارشد نے یہ سازشی خط لکھنے کا الزام اپنے سر لے لیا اور حنیف صاحب نے اسے کالعدم قرار دے دیا مگر ارشد کو اس سازش اور قندہ پروری پر مرد و مجاہد کا خطاب دیا صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ حنیف صاحب ہی کے اشارے پر ہوا اس سازشی خط کے بارے میں بہت سے حقائق آئندہ انشاء اللہ ساتھیوں کے سامنے لائے جائیں جس سے پوری صورتحال واضح ہو جائے گی۔ اسی طرح ساتھیوں کی جاسوسیاں شروع کر دی گئیں اس معاملے میں فاروق میمن سب سے بازی لے گئے جاسوسیاں کرنے والے حنیف صاحب کے مخالفین کا روپ دھار کر اور ان کے خلاف باتیں کر کے الٹی سیدھی خبریں ان تک پہنچانے لگے آئے دن کسی نہ کسی کے متعلق پتہ چلتا رہتا تھا کہ وہ CIA (کیپٹن انٹیلی جنس ایجنسی) کا آدمی ہے اور فلاں FIA (فاروق انٹیلی جنس ایجنسی) کا آدمی ہے۔ الیکٹر وٹکس والا شمبر بھی F.I.A کا آدمی ہے اس بات سے بہت سے لوگوں کو حیرت ہوگی۔ پروگراموں میں جاسوس ساتھ لگے رہتے تھے حنیف صاحب بعض اوقات سورہ الحجرات پر تقریر بھی کرتے اور فہم القرآن کے تحت بھی کرواتے جس میں جاسوسیوں سے منع کیا گیا ہے اور دوسری طرف جاسوسیاں بھی عروج پر تھیں حنیف صاحب کو کہا بھی گیا کہ یہ جاسوسیاں کیوں ہو رہی ہیں (28 ستمبر کو شورنی میں اور 6 اکتوبر کو ان کے گھر پر بات ہوئی) تو انہوں نے کہا کہ اصلاح کے لئے ہو رہی ہیں خوب اب ایمان والوں کی جاسوسیوں کے ذریعے حکم الہی کا انکار کر کے

”اصلاح“ ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ جمہرات 5 مئی کو حنیف صاحب نے ناظمین کی میٹنگ میں جاسوسیاں کرنے والوں کو دین کا کام کرنے والا قرار دے دیا۔

ڈاکٹر عثمانی سے دشمنی

ڈاکٹر عثمانی کا نام تفسیر سے نکالنے کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے کہ کئی بار طے ہونے کے باوجود حنیف صاحب نے اپنی انفرادی رائے پر اصرار کر کے نکلوا دیا اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ 23 ستمبر کی شورٹی میں افضل چھاچھی، افضل خان، فاروق یمن اور محمدی گل صاحبان نے ڈاکٹر عثمانی پر الزامات کی بارش کر دی کوئی کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر عثمانی سودی کاروبار کے پیسے بھی تنظیم میں لگا لیتا تھا، کسی نے کہا کہ ڈاکٹر عثمانی نے فلاں مشرک سے مسجد کے لئے زمین لی تھی کوئی کہنے لگا کہ ڈاکٹر عثمانی نے فلاں مشرک سے تنظیم کے لئے پیسے لئے اور محمدی گل نے کہا کہ آج ہم زیادہ بخنی کرتے ہیں ڈاکٹر عثمانی اتنی سختی نہیں کیا کرتے تھے لیکن اس کے برعکس حنیف صاحب اپنا معیار بڑا سخت بتاتے ہیں کہ پوری طرح تحقیق اور اطمینان کے بعد ہی کسی سے تنظیم کے لئے اعانت لیتے ہیں اس کے لئے اپنے فیصل آباد اور نہ جانے کہاں کہاں کے واقعات بھی سناتے ہیں کہ دیکھو میرا معیار ڈاکٹر عثمانی کے مقابلے میں کتنا اونچا ہے حالانکہ یہ سراسر غلط تاثر دیتے ہیں اپنی شورٹی کے ارکان کا معیار بھی بہت اونچا بتاتے ہیں حالانکہ یہ معیار جیسا ہے 10 سال سے زیادہ شورٹی کے رکن وہ کرہم بخوبی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی بھی میری شورٹی کے ارکان کو برا کہے تو میں سمجھوں گا کہ اس نے میری شورٹی کے رکن کو نہیں بلکہ مجھے برا کہا ہے حالانکہ ان کے سامنے خود ڈاکٹر عثمانی پر یہ سارے الزامات لگے مگر انہوں نے ان بہتان تراشوں کو کوئی تبصیر نہیں ڈاکٹر عثمانی پر الزامات لگانے کے جرم میں کوئی تادیبی کارروائی نہ کی اور اب خود ڈاکٹر عثمانی کی شورٹی کے رکن بدر الزماں صدیقی صاحب کے ایمان کا ہی معیار اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ حنیف صاحب جو قاعدہ اپنے ارکان شورٹی کے لئے رکھتے ہیں کہ ان کے خلاف بات کرنے والا گویا میرے خلاف بات کر رہا ہے وہ اس طرح کی باتیں کر کے کیا ڈاکٹر عثمانی کے ایمان کے معیار پر حرف زنی نہیں کر رہے؟ بدر صاحب ڈاکٹر عثمانی کی شورٹی کے ہی تو رکن تھے اور کیا یہ ڈاکٹر عثمانی سے بغض کا اظہار نہیں کہ ڈاکٹر عثمانی کا معیار کمتر تھا اور حنیف صاحب کا معیار بڑا اونچا ہے۔

جھوٹ

دو سال سے تنظیم کو حنیف صاحب نے جس خلفشار کا شکار بنا دیا ہے اس نے انہیں جھوٹ سے بھی کام لینے پر مجبور کر دیا ہے آئے دن حنیف صاحب کا کوئی نہ کوئی جھوٹ سامنے آتا رہتا ہے ابھی حال ہی میں 29 اپریل کو پبل گوٹھ کی مسجد میں جمعہ کے بعد ایک ہی مجلس میں ان کے تین جھوٹ سامنے آئے سرفراز صاحب کو کہا کہ اسلم صاحب نے بتایا تھا کہ سرفراز صاحب نے جمعرات کو یعقوب کو کیا زلی لانے کا وعدہ کیا ہے تو آپ کیوں نہیں لائے یعقوب کو سرفراز صاحب نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہ بات نہیں کہی تھی موبائل فون پر اسپیکر آن کر کے اسلم صاحب سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو حنیف صاحب سے ایسی کوئی بات نہیں کہی جھوٹ سب کے سامنے آ گیا جمعرات 28 اپریل کو ناظمین کی میٹنگ میں حنیف صاحب نے کھوکھراپار شورٹی کے رکن ظہیر صاحب کو جھوٹا اور بے حیا قرار دیتے ہوئے جھوٹ بولا کہ پبل گوٹھ کے ناظم سردار علی صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ ظہیر صاحب کو میں اپنی نمائندگی کے لئے نہیں بھیجتا تھا ظہیر صاحب جھوٹ بول کر ناظمین کی میٹنگ میں بیٹھتے تھے کہ مجھے سردار صاحب نے نمائندگی کیلئے بھیجا ہے تو سردار علی صاحب سے اس بارے میں پوچھا گیا انہوں نے بتایا کہ ظہیر صاحب کو میں اپنی نمائندگی کے لئے بھیجتا تھا اور حنیف صاحب کو میں نے یہ بتا بھی دیا تھا جھوٹ سب کے سامنے پکڑا گیا۔ کبھی جھوٹ بولا کہ اسحاق صاحب اپنے داماد رفیق صاحب (کھوکھراپار شورٹی کے رکن) سے لڑتے رہتے تھے کبھی جھوٹ کہا کہ عبد الحمید صاحب (کھوکھراپار شورٹی کے بزرگ رکن) سرفراز صاحب سے لڑتے رہتے تھے پکڑ کی گئی تو یادداشت کو بہانہ بنا لیا۔ (حالانکہ ایسے مواقع پر حنیف صاحب کا چہرہ ان کے الفاظ کا قطعاً ساتھ نہیں دیا اور صاف معلوم ہو رہا ہوتا ہے کہ یاد نہ ہونے اور بھولنے کا محض بہانہ کیا جا رہا ہے۔ 10-15 سال پرانی وہ باتیں انہیں یاد رہتی ہیں جو سرے سے ہوئی ہی نہیں تھیں مثلاً اسحاق صاحب اور عبد الحمید صاحب کے لڑائی جھگڑوں کے معاملات جو سراسر فرضی ہیں۔) یا پھر صاف مکر گئے کہ میں نے ایسا کہا ہی نہیں۔ مجھے شورٹی سے باغیانہ روش کا الزام لگا کر 23 مارچ کو نکال دیا اور پھر صاف مکر گئے بلکہ اللہ کی جھوٹی قسم کھالی کہ میں نے باغیانہ روش نہیں کیا یہی حال افضل چھاچھی، فاروق میمن اور شمیم صدیقی صاحبان کا ہے کہ صاف جھوٹ بول دیتے ہیں سرعام کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے

اور اسے جھوٹ قرار دیا جائے تو حنیف صاحب کہتے ہیں یہ ارکان شوریٰ ہیں انہیں جھوٹا تو نہ قرار دیا جائے انہی باتوں کی وجہ سے ہم نے بالآخر یہی طے کیا ہے کہ اب جو بھی بات ہوگی تحریری ہوگی زبانی نہیں ہوگی۔

یہ وہ حالات و واقعات ہیں جن پر صبر کرتے ہوئے ہم پاکستان شوریٰ کے اجلاس کا انتظار کر رہے تھے جو کہ جنوری 2005ء میں ہونا تھا لیکن پھر حنیف صاحب اسے بڑھا کر اپریل تک لے گئے ہم نے سوچا کہ چلو اپریل تک صبر سے کام لے کر مقدور بھر اصلاح کی کوشش کرتے رہتے ہیں یہ معاملات ہم قادر پور راول ملتان میں پاکستان شوریٰ کے ارکان کے سامنے رکھنا چاہتے تھے کیونکہ انہوں نے ہی دونوں فریقوں (حنیف صاحب اور ہم) کی صلح کروائی تھی اور گلے ملوا کر پھر سے اعتماد کا ماحول بحال کرنے کو کہا تھا مگر ان پاکستان شوریٰ کے ممبران نے حالات سے آگاہی حاصل کرنے میں کوئی دلچسپی نہ دکھائی اور ایک ہی فریق سے معاملات کو سن کر خاموشی سے بچتے پھر رہے تھے ان کی تقاریر سے بھی یہی صاف ظاہر تھا کہ ان کو تنظیم کے حالات کی اب کوئی فکر نہیں رہ گئی ہے خاص طور سے اعظم صاحب اور آزاد خان صاحب کی تقاریر ہمیں پیغام دے رہی تھیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے بالکل درست ہو رہا ہے۔ لہذا اب تنظیمی ساتھیوں کے سامنے یہ تمام صورتحال پیش کر کے ہم عند اللہ بری ہونا چاہتے ہیں کہ کل اللہ کی بارگاہ میں ہمارا کوئی ساتھی حالات سے بے خبر رکھنے کے جرم میں ہمارا گریبان نہ پکڑے۔

مختصر بیان کئے گئے ان معاملات سے بہت سے سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں جن کی وضاحت حاصل کرنا ہر ساتھی کے لئے ضروری ہے۔

- (1) کیا حنیف صاحب 4 مارچ 2004ء کو کی گئی اپنی توبہ کے الفاظ پر اب بھی قائم ہیں؟
- (2) طاغوتوں کے نام تفسیر میں نہ ڈالنے پر حنیف صاحب کی ضد کیوں تھی؟ آخر وہ کون لوگ تھے جن کا کہنا تھا کہ تفسیر میں طاغوتوں کے نام نہ ڈالے جائیں؟ ان کے نام بتائے جائیں۔
- (3) ڈاکٹر عثمانی کا نام تفسیر کے پیش لفظ سے کن طاغوت رہستہوں کے دباؤ پر مرکزی شوریٰ اور پھر پاکستان شوریٰ میں طے ہونے اور ایک بار چھپ جانے کے باوجود نکال دیا گیا؟ ان کے نام بتائے جائیں۔
- (4) حنیف صاحب، محمدی گل صاحب اور کیپٹن ارشد صاحب کی تقریروں میں تنظیمی حالات کیوں اٹھائے

جاتے، ہے؟ جبکہ 4 مارچ کو ان باتوں سے منع کیا گیا تھا۔

(5) طاغوت کے خلاف کی جانے والی سعید صاحب کی تقاریر پر اعتراض کیوں کئے گئے پھر یہ کیوں کہا گیا کہ اب دوسرے حلقوں میں مقرر اجازت لینے کے بعد جاسکے گا اس کا مقصد طاغوت کے خلاف تقریریں رکوانا اور ساتھیوں میں کفر بالطاغوت کے بارے میں شعور بیدار ہونے سے روکنا نہیں تو اور کیا تھا آخر سعید صاحب تقریر میں قرآن وحدیث کے خلاف کیا بات کر رہے تھے؟

(6) حنیف صاحب ایک فریق ہونے کے باوجود انتقامی کاروائیاں کیوں کرتے رہے اور وہ بھی اس فریق کے خلاف جس کو انہوں نے خود اپنا محسن قرار دیا تھا اگر بیرون کراچی کے ارکان شورائی نے ان کو یہ اختیار دیا تھا تو انہوں نے دوسرے فریق سے معاملات کو سنبھال لیا کیوں کیا جبکہ پہلے دونوں سے معاملات سن کر انہوں نے اس کی روشنی میں اپنی مشاورت مرتب کی تھی۔ کیا کسی فریق کو خود ہی فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے؟

(7) کیا انتقامی کارروائیاں کرنا، جاسوسیاں کروانا اور دنیا داروں کی سی سیاست کے داؤ پیچ استعمال کرنا مومنوں کے امیر کو زیب دیتا ہے۔

(8) کیا قرآن وحدیث کے خلاف فیصلے کرنے والا نبوت کے اختیار تک رسائی کی کوشش کرنے والا جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے والا ایمان والوں کا امیر ہو سکتا ہے۔

(9) ڈاکٹر عثمانی سے بغض اور دشمنی رکھتے ہوئے کیا حنیف صاحب ان کی جانشینی کے اہل رہ جاتے ہیں؟

(10) سازشی اور فتنہ پرور عناصر کی پیڑھ ٹھونکنے، نظم و ضبط کی کھلی خلاف ورزیاں کرنے، جمہوریت کا بت تنظیم میں لاکھڑا کرنے کے بعد کیا اب بھی حنیف صاحب کہیں گے کہ ”میرا امیر رہتا تنظیم کے مفاد میں ہے؟“

یعقوب علی